

## علی ابن ابی طالبؑ

<?xml encoding="UTF-8?">



امام علی علیہ السلام

علی بن ابی طالب (23 عالم الفیل - 40ھ) امام علی و امیرالمومنین کے نام سے مشہور، شیعوں کے پہلے امام، صحابی، راوی، کاتب وحی، اہل سنت کے چوتھے خلیفہ، رسول خداؐ کے چچازاد بھائی و داماد، حضرت فاطمہؑ کے شوہر، امام حسن اور امام حسین کے والد ماجد اور باقی ائمہ کے جد امجد ہیں۔ حضرت ابو طالب آپ کے والد و فاطمہ بنت اسد والدہ ہیں۔ شیعہ و اکثر سنی مؤرخین کے مطابق آپ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔ رسول اللہؐ نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے آپ ایمان لے آئے۔ شیعوں کے مطابق آپ بحکم خدا رسول اللہؐ کے بلا فصل جانشین ہیں۔

آپ کے سلسلہ میں بہت زیادہ فضائل نقل ہوئے ہیں؛ آنحضرت نے دعوت ذوالعشیرہ میں آپ کو اپنا وصی و جانشین معین کیا۔ شب ہجرت جب قریش رسول خدا کو قتل کرنا چاہتے تھے، آپ نے ان کے بستر پر سو کر ان کی جان بچائی۔ اس طرح حضورؐ نے مخفیانہ طریقہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ مدینہ میں جب مسلمانوں کے درمیان عقد اخوت قائم ہوا تو رسول خدا نے آپ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ شیعہ و سنی مفسرین کے مطابق قرآن مجید کی تقریباً 300 آیات کریمہ آپ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہیں۔ جن میں سے آپ مہابہ و آپہ تطہیر و بعض دیگر آیات آپ کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں۔

آپ جنگ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ شریک تھے۔ جنگ تبوک میں رسول اللہؐ نے مدینے میں آپ کو اپنے جانشین کے طور پر مقرر کیا۔ آپ نے جنگ بدر میں بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔ جنگ احد میں آنحضرت کی جان کی حفاظت کی۔ جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کو قتل کرکے جنگ کا خاتمہ کر دیا اور جنگ خیبر میں در خیبر کو اکھاڑ کر جنگ فتح کر لی۔

رسول خدا نے اپنے آخری حج سے واپسی پر آپہ تبلیغ کے حکم خدا کے مطابق، غدیر خم کے مقام پر لوگوں کو جمع کیا۔ خطبہ غدیر پڑھنے کے بعد حضرت علی کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور فرمایا؛ جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں۔ خدایا اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے، اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔ اس خطبے کے بعد صحابہ میں سے بعض جیسے عمر بن خطاب نے آپ کو مبارک باد پیش کی اور امیرالمومنین کے لقب سے خطاب کیا۔ شیعہ و بعض اہل سنت مفسرین کے مطابق، آپہ اکمال اسی دن نازل ہوئی ہے۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق، من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی روز غدیر کی تعبیر، جانشین معین کرنے کے معنی ہے۔ اسی بنیاد پر شیعہ دوسرے فرق کے مقابل اپنا امتیاز آنحضرت کی جانشینی کے لئے حضرت علی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب ہونے کو قرار دیتے ہیں۔ جبکہ اہل سنت اسے عوامی انتخاب مانتے ہیں۔

رسول اللہ کے وصال کے بعد سقیفہ میں ایک گروہ نے خلیفہ کے عنوان سے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قبائلی رقابت، کینہ و حسد کو خلافت کے مسئلہ میں آنحضرت کے فرمان کے مطابق حضرت علی کو خلیفہ نہ ماننے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔ اس کے بعد خود اصل بیعت اور زمان بیعت کے سلسلہ میں اختلاف بظہر پایا جاتا ہے۔ بعض منابع کے مطابق، آپ نے صریح طور پر ابوبکر کے ساتھ مناظرہ کیا اور اس میں انہوں نے ابوبکر کی طرف سے واقعہ سقیفہ میں خلاف ورزی کرنے اور اہل بیت پیغمبر کے حق کو نظر انداز کرنے پر مزمّت کی۔ شیعہ و بعض سنی منابع کے مطابق، خلیفہ کے ساتھیوں نے حضرت علی سے بیعت لینے کے لئے ان کے گھر پر حملہ کیا۔ اس میں حضرت فاطمہ زخمی ہوئیں، ان کا بچہ ساقط ہو گیا اور کچھ عرصے کے بعد ان کی شہادت ہو گئی۔ امام علی نے مختلف مواقع اور متعدد اقوال میں واقعہ سقیفہ پر اعتراض کیا اور جانشینی کے مسئلہ میں اپنے حق کو یاد دلایا۔ اس کی مشہور ترین مثال خطبہ شقشقیہ ہے۔

امام علی نے خلفائے ثلاثہ کے 25 سالہ دور خلافت میں تقریباً سیاسی و حکومتی امور سے دوری اختیار کی اور فقط علمی و سماجی امور میں مشغول رہے۔ جیسے جمع آوری قرآن کریم، جو مصحف امام علی کے نام سے مشہور ہے، مختلف امور میں خلفاء کو مشورہ دینا، جیسے قضاوت، انفاق فقراء، تقریباً ایک ہزار غلاموں کو خریدنا، انہیں آزاد کرنا، زراعت و شجرکاری، کنوئیں کھودنا، مساجد تعمیر کرنا و اماکن و املاک وقف کرنا، جن کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار دینار تک ذکر ہوئی ہے۔ اسی طرح سے خلفاء آپ سے قضاوت جیسے مختلف حکومتی امور کے بارے میں مشورہ کیا کرتے تھے۔

آپ نے خلیفہ سوم کے بعد مسلمانوں کے اصرار پر خلافت و حکومت کو قبول کیا۔ آپ اپنی حکومت میں عدل و انصاف کو بطور خاص اہمیت دیتے تھے۔ آپ نے خلفاء کی اس روش کا مقابلہ کیا، جس میں افراد کے سوابق کے اعتبار سے انہیں بیت المال سے حصہ دیا جاتا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ عرب و عجم، ہر مسلمان کو چاہے اس کا تعلق کسی بھی خاندان و قبیلہ سے ہو، بیت المال میں سب کا حصہ برابر ہے اور انہوں نے ان تمام زمینوں، جنہیں عثمان نے مختلف افراد کے حوالے کر دیا تھا، بیت المال کو واپس کیا۔

امام علی دینی امور، قانون کے دقیق اجرا اور صحیح طریقے سے حکومت چلانے کے معاملے میں بیحد سنجیدہ و نظر انداز نہ کرنے والے تھے اور یہی سبب تھا جس نے آپ کو بعض افراد کے لئے ناقابل برداشت بنا دیا تھا۔ وہ اس راہ میں حتیٰ اپنے نزدیک ترین افراد کے ساتھ بھی سختی سے پیش آتے تھے۔ امام علی کے مطابق حاکم کا حق اپنی رعیت پر اور رعیت کا حق اپنے حاکم پر، بزرگ ترین حقوق میں سے ہے جسے خداوند عالم نے قرار دیا ہے اور یہ کاملاً دو طرفہ ہے اور دونوں طرف سے حقوق کی رعایت بیحد ثمرات کی حامل ہے۔ جس وقت حضرت نے مالک اشتر کو مصر کا گورنر منصوب کیا تو انہیں تمام لوگوں کے ساتھ چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان، مہربانی و خوش اخلاقی و انسانی سلوک سے پیش آنے کی نصیحت فرمائی۔ حضرت کو اپنی مختصر حکومت کے عرصے میں تین سنگین داخلی جنگوں جمل، صفین اور نہروان کا سامنا کرنا پڑا۔

آخر کار محرم مسجد کوفہ میں نماز کی حالت میں ابن ملجم مرادی نامی ایک خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے اور مخفیانہ طور پر نجف میں دفن کئے گئے۔ روضہ امام علی شہر نجف میں شیعوں کے مقدس مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ جس کی زیارت پر شیعہ توجہ مبذول کرتے ہیں۔ آپ کے روضے میں دیگر مشاہیر بھی مدفون ہیں۔ جن کا تذکرہ بعض مصادر میں حرم امام علی میں مدفون شخصیات کے ضمن میں ہوا ہے۔

نحو، کلام، فقہ و تفسیر جیسے بہت سے اسلامی علوم کا سلسلہ آپ تک منتہی ہوتا ہے اور تصوف کے مختلف مکاتب فکر اپنے سلسلہ سند کو آپ ہی سے متصل کرتے ہیں۔ امام علی شیعوں کے یہاں ہمیشہ سے خاص مرتبہ و منزلت رکھتے ہیں اور وہ آنحضرت کے بعد بہترین، با تقویٰ ترین، عالم ترین انسان اور آپ کے برحق جانشین ہیں۔ اسی بنیاد پر صحابہ کے ایک گروہ کو پیغمبر اکرم کی حیات سے ہی مطیع و محب علی یعنی شیعہ علی کہا جاتا تھا۔ مشہور کتاب نہج البلاغہ آپ کے خطبات و اقوال و مکتوبات کا منتخب مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مکتوبات کی نسبت بھی آپ کی طرف دی گئی ہے جسے رسول خدا نے املا فرمایا اور آپ نے تحریر کیا۔ آپ کے بارے میں مختلف زبانوں میں بہت سی تحریریں لکھی گئیں ہیں۔

نسب، القاب و اوصاف ظاہری

نسب: علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصّی بن کلاب، ہاشمی قرشی ہیں۔[1]  
والد: آپ کے والد حضرت ابو طالب ایک سخی اور عدل پرور انسان اور عرب کے درمیان انتہائی قابل احترام تھے۔ وہ رسول اللہ کے چچا و حامی اور قریش کی بزرگ شخصیات میں سے تھے۔[2]  
والدہ: آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔[3]  
بھائی: طالب، عقیل اور جعفر ہیں۔  
بہنیں: بند یا ام ہانی، جمانہ، ریطہ یا ام طالب اور اسماء ہیں۔[4]  
مورخین کے مطابق، حضرت ابو طالب و فاطمہ بنت اسد کی شادی پہلی شادی ہے جس میں زوج و زوجہ دونوں ہاشمی ہیں[5]  
اور اس لحاظ سے امام علیؑ پہلے فرد ہیں جن کے والد و والدہ دونوں ہاشمی ہیں۔[6]

کنیت، القاب و صفات

کنیت: ابو الحسن،[7] ابو الحسین، ابو السبطین، ابو الریحانتین، ابو تراب و ابو الأئمہ۔[8]  
القاب: امیر المؤمنین، یعسوب الدین والمسلمین، مبیر الشکر والمشرکین، قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین، مولی المؤمنین، شبیہ ہارون، حیدر، مرتضیٰ، نفس الرسول، أخو الرسول، زوج البتول، سیف اللہ المسلول، امیر البرہ، قاتل الفجرۃ، قسیم الجنۃ والنار، صاحب اللواء، سیّد العرب، کشف الکرب، الصّدیق الأكبر، ذوالقرنین، الہادی، الفاروق، الداعی، الشاہد، باب المدینۃ، والی، وصی، قاضی دین رسول اللہ، منجز وعدہ، النبیّ العظیم، الصراط المستقیم والأئزع البطین[9]  
لقب امیر المؤمنین

تفصیلی مضمون: امیر المؤمنین (لقب)

امیر المؤمنین کے معنی مؤمنین کے امیر، حاکم اور رہبر کے ہیں۔ اہل تشیع کے مطابق یہ لقب حضرت علیؑ کے ساتھ مختص ہے۔ ان کے مطابق یہ لقب پہلی بار پیغمبر اسلامؐ کے زمانے میں حضرت علیؑ کے لئے استعمال کیا گیا اور صرف آپؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسی لئے شیعہ حضرات اس کا استعمال دوسرے خلفاء حتیٰ امام علیؑ کے علاوہ دوسرے ائمہ کے لئے بھی صحیح نہیں سمجھتے ہیں۔[10]

جسمانی اوصاف

مختلف مصادر کے مطابق آپ کا قد درمیانہ، آنکھیں سیاہ و کھلی، ابرو کمان کی مانند کھنچے و ملے ہوئے، چہرہ انتہائی خوبصورت و دلکش، چہرے کی رنگت گندمی، داڑھی گھنی اور شانے کشادہ تھے۔[11] بعض منابع کے مطابق رسول اللہ نے انہیں بطین کے لقب سے نوازا اسی وجہ سے بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ امام علیؑ جسمانی لحاظ سے موٹاپے کی طرف مائل تھے لیکن بعض نے اس بطین سے البطین من العلم (علم سے بھرا ہوا) مراد لیا ہے۔[12] دیگر اور قرائن بھی اسی کی تائید کرتے ہیں ان میں سے بعض زیارتوں میں حضرت علیؑ کو بطین کی صفت سے یاد کیا گیا ہے۔[13]

آپ کی قدرت بدنی کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ جس کسی کے ساتھ بھی لڑے اس کو زمین پر دے مارا۔[14] ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں: امام کی جسمانی قوت ضرب المثل میں بدل گئی ہے۔ آپ ہی تھے جنہوں نے در خیبر اکھاڑا اور جبکہ ایک جماعت نے وہ دروازہ دوبارہ لگانے کی کوشش کی لیکن ایسا ممکن نہ ہوا۔ آپ ہی تھے جنہوں نے بَہل نامی بت کو جو حقیقتاً بڑا بت تھا، کعبہ کے اوپر سے زمین پر دے مارا۔ آپ ہی تھے جنہوں نے اپنی خلافت کے زمانے میں ایک بڑے پتھر کو اکھاڑ دیا اور اس کے نیچے سے پانی اہل پڑا، جبکہ آپ کے لشکر میں شامل تمام افراد اس میں ناکام ہو چکے تھے۔[15]

سوانح حیات

حضرت علیؑ مردوں میں سب سے پہلے حضرت محمدؐ پر ایمان لائے۔[16] آپ شیعوں کے پہلے امام[17] اور اہل سنت کے چوتھے

خلیفہ ہیں۔

ولادت سے ہجرت تک

امام علیؑ 13 رجب 30 عام الفیل بروز جمعہ (23 سال قبل از ہجرت) خانہ کعبہ کے اندر متولد ہوئے۔ [18] کعبہ میں آپ کی ولادت کی روایت کو شیخ صدوق، شیخ مفید سید رضی، قطب راوندی و ابن شہر آشوب سمیت تمام شیعہ علماء اور حاکم نیشابوری، حافظ گنجی شافعی، ابن جوزی حنفی، ابن صباغ مالکی، حلبی اور مسعودی سمیت بیشتر سنی علماء متواتر (مسلّمہ) سمجھتے ہیں۔ [19]

6 برس کی عمر میں (ہجرت سے 17 سال پہلے) جب مکہ میں قحط پڑا تو آپ کو آنحضرت کے گھر جبکہ آپ کے بھائی جعفر کو عباس بن عبد المطلب کے گھر جانا پڑا چونکہ آپ کے والد ابو طالب اس وقت اپنے کثیر العیال خانوادے کا خرچ اٹھانے سے قاصر تھے۔ [20] امام علی نے اپنے ایک خطبہ میں اس دور میں آنحضرت کے نیک سلوک کی طرف اشارہ کیا ہے۔ [21]

بعثت پیغمبر کے بعد (ہجرت سے 13 سال قبل) مردوں میں آپ و عورتوں میں حضرت خدیجہ سب سے پہلے آنحضرت پر ایمان لائیں۔ [22] آپ اس وقت دس برس کے تھے اور پیغمبر کے ہمراہ مخفیانہ طور پر مکہ کے اطراف کے پہاڑوں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ [23] جب آنحضرت نے علنی طور پر دعوت اسلام شروع کی اور حکم ہوا کہ اپنے اعزا کو اسلام کی دعوت دیں جسے دعوت ذو العشیرہ یا واقعہ یوم الدار کہتے ہیں، میں آپ نے آنحضرت کی حمایت کی اور انہوں نے آپ کو اپنا بھائی، وصی و جانشین قرار دیا۔ [24] ہجرت سے 6 سال قبل جب مسلمانوں کو مشرکین مکہ نے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور ان کی خرید و فروش، آمد و رفت پر پابندی عائد کر دی گئی، اس عرصہ میں حضرت ابو طالب نے بار بار آنحضرت کی جگہ پر آپ کو سلا یا۔ [25] محاصرہ ختم ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے جب آپ 19 سال کے تھے تو والد کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ [26] حضرت ابو طالب کے بعد حالات مسلمانوں کے لئے بدتر ہو گئے اور آنحضرت نے مدینہ ہجرت کا ارادہ کیا۔ شب ہجرت میں جب آپ کی عمر 23 تھی، آپ مشرکین کی پیغمبر اکرم کے قتل کی سازش سے آگاہ ہونے کے باوجود ان کی جگہ پر سوئے۔ یہ شب لیلۃ المبیت کے نام سے مشہور ہے۔ [27] آپ چند روز کے بعد آنحضرت کے پاس جمع امانتوں کو واپس کر کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت فاطمہ و فاطمہ بنت اسد کے ہمراہ مدینہ گئے۔ [28]

ہجرت کے بعد

مدینہ ہجرت کرتے وقت آنحضرت نے مقام قبا میں تقریباً 15 دن تک رک کر حضرت علی اور ان کے ہمراہ آنے والے افراد کا انتظار کیا۔ [29] مدینہ میں مسجد النبی کی تعمیر کے بعد آنحضرت نے اپنے پہلے خطبے میں مہاجرین و انصار کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ [30] سنہ 2 ہجری میں مسلمانوں و مشرکین کے درمیان جنگ بدر پیش آئی۔ دشمن کی فوج کے بہت سے افراد جن میں سردار بھی شامل تھے، حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ [31] جنگ بدر کے بعد [32] آپ نے 25 برس کی عمر میں حضرت فاطمہ سے شادی کی [33] جبکہ ان کے اور بھی طلبگار تھے۔ [34] آنحضرت نے بذات خود صیغہ عقد جاری کیا۔ [35]

سنہ 3 ہجری میں مشرکین نے جنگ بدر کا بدلہ لینے کے لئے جنگ احد مسلمانوں پر تحمیل کی۔ [36] آپ ان افراد میں سے تھے جنہوں نے جنگ کو ترک نہیں کیا اور آنحضرت کا دفاع کرتے رہے۔ [37] نقل ہوا ہے کہ اس جنگ میں آپ کو 16 زخم لگے۔ [38] شیخ کلینی و طبری کے مطابق، یہ مشہور جملہ: سَيْفُ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ، لَا فِتْنَةَ إِلَّا عَلَيَّ اس جنگ میں حضرت جبرئیل نے آپ کی مدح میں کہا ہے۔ [39] اسی سال آپ کے بڑے بیٹے امام حسن کی ولادت ہوئی۔ [40] سنہ 4 ہجری میں جب آپ کی عمر 27 سال تھی، آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی۔ [41] آپ کے دوسرے فرزند امام حسین کی ولادت اسی سال میں ہوئی۔ [42]

سنہ 5 ہجری میں جنگ خندق پیش آئی [43] اور حضرت علی کی شجاعت کی وجہ سے عمرو بن عبدود کے قتل پر اس کا خاتمہ ہوا۔ [44] اسی سال آپ کی بیٹی حضرت زینب کی ولادت ہوئی۔ [45] سنہ 6 ہجری میں آنحضرت و کفار کے درمیان صلح حدیبیہ ہوئی، جس کی کتابت آپ نے کی۔ [46] اسی سال آپ کی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم کی ولادت ہوئی۔ [47] اس سال کے ماہ

شعبان میں آنحضرت نے سریہ فدک و یہودیوں کے سرکوبی کے لئے آپ کو منتخب کیا۔ [48] سنہ 7 ہجری میں جنگ خیبر پیش آئی۔ [49] اس جنگ میں آپ پرچم داروں میں سے تھے [50] اور آپ ہی کے پرچم تلے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ [51] سنہ 8 ہجری 31 برس کی عمر میں فتح مکہ کے موقع پر آپ فوج کے سرداروں میں سے تھے [52] اور آپ نے کعبہ میں موجود بتوں کو توڑنے آنحضرت کی نصرت کی۔ [53]

سنہ 9 ہجری میں جنگ تبوک پیش آئی۔ آنحضرت نے پہلی بار حضرت علی کو مدینہ میں اپنے جانشین و اپنے خانوادے کی محافظت پر مامور کیا۔ یہ واحد جنگ ہے جس میں امیر المومنین نے شرکت نہیں کی۔ [54] مشرکین کی طرف سے پھیلائی گئی افواہ کے بعد آپ نے خود کو آنحضرت تک پہنچایا اور انہیں اس ماجرا سے آگاہ کیا۔ آنحضرت نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی۔ [55] یہ قول حدیث منزلت کے نام سے مشہور ہے۔ [56] اسی سال آپ کو آنحضرت نے مکہ کے مشرکین کے اجتماع میں آیات برائت کے ابلاغ کے لئے مقرر کیا [57] اور آپ نے روز عید الاضحیٰ بعد از ظہر ان آیات کو ابلاغ کیا۔ [58] 24 ذی الحجہ سنہ 9 ہجری [59] میں آنحضرت نے علی، فاطمہ حسن و حسین کے ساتھ نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کا اعلان کیا۔ [60] سنہ 10 ہجری میں آنحضرت نے حضرت علی کو اہل یمن کو دعوت اسلام دینے کے لئے وہاں بھیجا۔ [61] اسی سال آنحضرت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ [62] حضرت علی یمن سے روانہ ہوئے اور مکہ میں آپ سے ملحق ہو گئے۔ [63] آنحضرت نے حج سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر آپ کو اپنا وصی و جانشین قرار دیا۔ [64] یہ واقعہ غدیر خم کے نام سے مشہور ہے، اس وقت آپ کی عمر 33 سال تھی۔

رحلت پیغمبر اکرمؐ کے بعد

سنہ 11 ہجری میں آنحضرتؐ نے وفات پائی۔ [65] شیعوں کے مطابق، حضرت علی رحلت پیغمبر کے بعد 24 سال کی عمر میں امامت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ امام علی آنحضرت کی تکفین و تجہیز میں مشغول تھے کہ ایک گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا۔ حضرت ابو بکر کی خلافت کے بعد ابتداء میں حضرت علی نے ان کی بیعت نہیں کی [66] لیکن بعد میں آخرکار بیعت کر لی۔ [67] شیعوں کا ماننا ہے کہ یہ بیعت اجباری تھی [68] اور شیخ مفید کا ماننا ہے کہ امام علی نے برگز بیعت نہیں کی۔ [69] [70] شیعوں کے مطابق، خلیفہ کے ساتھیوں نے امام علی سے بیعت لینے کے لئے ان کے گھر پر حملہ کیا [71] جس میں حضرت فاطمہ زخمی ہوئیں اور ان حمل ساقط ہو گیا۔ [72] اسی زمانہ میں حضرت ابوبکر نے باغ فدک کو غصب کر لیا [73] اور حضرت ان کا حق لینے کے لئے اٹھے۔ [74] حضرت فاطمہ گھر پر ہونے والے حملے کے بعد مریض ہو گئیں اور کچھ عرصہ کے بعد سنہ 11 ہجری میں شہید ہو گئیں۔ [75]

سنہ 13 ہجری میں حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی۔ [76] ان کی وصیت کے مطابق عمر بن خطاب خلیفہ بنے۔ [77] سنہ 14 ہجری محرم میں حضرت عمر ساسانیوں سے جنگ کے لئے مدینہ سے خارج ہوئے اور صرار نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ انہوں نے امام علی کو مدینہ میں اپنی جگہ قرار دیا تا کہ وہ خود اس جنگ کی فرماندہی اپنے ذمے لیں۔ لیکن بعض صحابہ و امام علی سے مشورہ کے بعد انہوں نے اپنا ارادہ بدل لیا اور سعد بن ابی وقاص کو جنگ کے لئے بھیجا۔ [78] معادی خواہ نے ابن اثیر سے منقول قول سے استناد کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ دوسری خلافت کے زمانہ میں اس کے ابتدائی سالوں کے بعد سے منصب قضاوت کے مالک تھے۔ [79] [80] سنہ 16 ہجری یا سنہ 17 ہجری میں [81] امام علی کے مشورے کو حضرت عمر نے قبول کرکے پیغمبر کی مدینہ ہجرت کو اسلامی تاریخ کا مبداء قرار دیا۔ [82] [83] سنہ 17 ہجری [84] میں عمر فتح بیت المقدس کے لئے شام روانہ ہو گئے اور امام علی کو مدینہ میں اپنا جانشین قرار دیا۔ [85] [86] اسی سال [87] عمر نے اصرار اور دھمکی سے علی و فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی۔ [88] [89] سنہ 18 ہجری میں ایک بار پھر عمر نے شام کے سفر میں امام علی کو مدینہ میں اپنا جانشین معین کیا۔ [90] عمر نے حملے کے بعد اور مرنے سے پہلے سنہ 23 ہجری [91] میں اپنے بعد خلافت کے لئے 1 افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی۔ [92] جس میں حضرت بھی شامل تھے۔ [93] اس میں انہوں نے عبد الرحمن بن عوف کو تعیین کنندہ شخص کا درجہ دیا۔ عبد الرحمن نے پہلے امام علی سے چاہا کہ کتاب خدا و سنت پیغمبر و سیرت شیخین پر عمل کی شرط پر خلافت کو قبول کر لیں لیکن آپ نے سیرت شیخین کو قبول نہیں کیا اور جواب دیا کہ میں اپنے علم و استعداد و اجتہاد سے کتاب خدا و سنت پیغمبر پر عمل کروں گا۔ [94] اس کے بعد عبد الرحمن نے عثمان کو ان شرطوں کے ساتھ خلافت کی دعوت دی انہوں نے

معادی خواہ ابن جوزی کی کتاب المنتظم سے استناد کرتے ہوئے کہتے ہیں: حضرت علی سنہ 24 ہجری میں بھی قضاوت کے منصب پر فائز تھے۔ [98] سنہ 25 ہجری میں [99] حضرت عثمان نے قرآن کی جمع آوری و تدوین کا حکم دیا۔ [100] سیوطی نے امام علی سے نقل کیا ہے کہ تدوین و جمع آوری قرآن کا کام ان کے مشورہ پر انجام دیا گیا ہے۔ [101] [102] سنہ 26 ہجری میں آپ کے پانچویں فرزند عباس بن علی کی ولادت ہوئی۔ [103] سنہ 35 ہجری میں مدینہ میں لوگوں نے ناراض ہو کر عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ [104] امام علی محاصرہ کے وقت مدینہ میں نہیں تھے۔ [105] معادی خواہ نے اس سفر کو ینبع کی طرف ذکر کیا ہے جو حضرت عثمان کی خواہش پر ہوا تھا۔ [106] اہل سنت مصادر کے مطابق امام علی نے حسنین کو خلیفہ کی حفاظت پر مامور کیا تھا [107] لیکن آخرکار شورشوں نے انہیں قتل کر ڈالا [108] اور ان کے قتل کے بعد لوگوں نے حضرت علی کا رخ کیا تا کہ وہ خلافت کو قبول کر لیں۔ [109]

#### دوران حکومت

حضرت علی ماہ ذی الحجہ سنہ 35 ہجری میں قتل عثمان کے بعد خلیفہ بنے۔ [110] [111] عثمان کے بعض قریبیوں اور بعض اصحاب پیغمبر جنہیں قاعدین کہا جاتا ہے، [112] کے علاوہ مدینہ میں موجود تمام صحابہ نے آپ کی بیعت کی۔ [113] آپ نے اپنی خلافت کے دو دن بعد اپنے اولین خطبے میں عثمان کے زمانہ میں ناحق قبضہ کئے گئے اموال [114] کو واپس کرنے اور بیت المال کی عادلانہ تقسیم کا حکم دیا۔ [115] سنہ 36 ہجری میں طلحہ و زبیر نے آپ کی بیعت کو توڑ دیا اور مکہ میں عائشہ کے ساتھ ملحق ہو گئے [116] جو خون عثمان کا انتقام لینے کے لئے اٹھی تھیں، اس کے بعد انہوں نے بصرہ کی سمت حرکت کی۔ [117] اس طرح جنگ جمل، آپ سے ہونے والی [118] اور مسلمانوں کی پہلی داخلی جنگ ہوئی [119] جو امام علی و ناکین (بیعت توڑنے والے) کے درمیان بصرہ میں ہوئی۔ [120] طلحہ [121] و زبیر [122] اس جنگ میں مارے گئے اور عائشہ کو مدینہ واپس بھیج دیا گیا۔ [123] آپ پہلے بصرہ گئے اور آپ نے وہاں عمومی معافی کا اعلان کیا [124] اور رجب سنہ 36 ہجری میں کوفہ گئے اور اسے مرکز خلافت قرار دیا۔ [125] اسی سال امام نے معاویہ کو بیعت حکم دیا اس کے انکار کے بعد آپ نے اسے شام کی حکومت سے معزول کر دیا۔ [126] ماہ شوال سنہ 36 ہجری میں آپ نے شام پر لشکر کشی کی۔ [127] صفین کے علاقہ میں جنگ صفین سنہ 36 ھ کے اواخر اور سنہ 37 ہجری کے اوائل میں واقع ہوئی۔ [128] معادی خواہ کا ماننا ہے کہ ماہ صفر سنہ 37 ھ کے برخلاف جسے طبری و ابن اثیر نے ذکر کیا ہے، اوج جنگ سنہ 38 ہجری میں ہوئی ہے۔ [129] [130] جب امام علی کی فوج جنگ جیت رہی تھی [131] تو معاویہ کی فوج نے عمرو عاص کی چال سے قرآن کو نیزوں پر بلند کر دیا تا کہ وہ ان کے درمیان حکم کرے۔ [132] امام نے مجبوری میں اپنی فوج کے باغیوں کے فشار کے تحت حکمیت کو قبول کر لیا اور ان کے اجبار کی وجہ سے ابو موسیٰ اشعری کو حکم قرار دیا۔ [133] لیکن حکمیت کو قبول کرنے کے کچھ ہی دیر بعد امام پر نئے اعتراضات ہونے لگے۔ [134] بعض لوگوں نے سورہ مائدہ کی آیت 44 و سورہ حجرات کی آیت 9 سے استدلال کرتے ہوئے جنگ جاری رکھنے کا مطالبہ کیا اور حکمیت قبول کرنے کو کفر مانتے ہوئے اس سے توبہ کیا۔ [135] تعجب کی بات یہ تھی کہ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے کچھ دیر پہلے امام کو حکمیت کے لئے مجبور کیا تھا۔ [136] انہوں نے امام سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کفر سے توبہ کریں اور معاویہ کے ساتھ ہوئے وعدہ کو نقض کریں۔ لیکن امام نے نقض حکمیت کو قبول نہیں کیا [137] اور کہا حکمین کے قرآن کے مطابق حکم نہ کرنے صورت میں جنگ جاری رکھی جا سکتی ہے۔ [138]

حکمیت کے وقت ابو موسیٰ اشعری نے امام علی و معاویہ دونوں کو خلافت سے معزول کر دیا۔ [139] نگاہ کریں: ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، ج ۲، ص ۲۵۵۔ اس کے بعد عمرو عاص نے معاویہ کو خلافت پر باقی رکھا۔ [140] حکمیت کے بعد [141] [142] امام کے ماننے والوں میں سے ایک گروہ نے اس بات کی مخالفت کی اور اسے دین سے برگشت سے تعبیر کرتے ہوئے ایمان میں شک کیا۔ [143] اس دوران ایک گروہ جو خوارج کی بنیادی افراد میں سے تھے انہوں نے قبول حکمیت کو کفر کہا اور وہ سپاہ امام سے جدا ہو گئے اور کوفہ کے بجائے حرورا چلے گئے۔ [144]

خوارج کے اعتراضات صفین کے 6 ماہ بعد تک جاری رہے۔ اسی وجہ سے امام نے عبد اللہ بن عباس اور صعصعہ بن صوحان کو

ان کے پاس گفتگو کے لئے بھیجا لیکن ان لوگوں نے ان دونوں کی بات نہیں سنی اور لشکر میں واپس آنے کے لئے آمادہ نہیں ہوئے۔ اس کے بعد امام نے ان سے کہا کہ وہ بارہ افراد کا انتخاب کر لیں اور امام بھی بارہ افراد کے ہمراہ ان سے گفتگو کے لئے بیٹھے۔ [145] امام نے ان کے سرداروں کے خطوط بھی لکھے اور انہیں دعوت دی کہ وہ مومنین کی طرف لوٹ آئیں لیکن عبد اللہ بن وہب نے صفین کا تذکرہ کرتے ہوئے تاکید کی کہ علی دین سے خارج ہو چکے ہیں انہیں توبہ کرنا چاہئے۔ اس کے بعد بھی امام نے بارہا قیس بن سعد و ابو ایوب انصاری جیسے افراد کو ان کے پاس بھیجتے رہے، انہیں اپنی طرف بلاتے رہے اور انہیں امان بھی دی [146] اور جب ان کے تسلیم ہونے سے مایوس ہو گئے تو آپ نے چودہ ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ آپ نے تاکید کہ کوئی بھی جنگ شروع نہیں کرے گا اور آخر میں نہروان والوں نے جنگ شروع کی۔ [147] آغاز جنگ کے ساتھ ہی نہایت سرعت سے تمام خوارج قتل یا زخمی ہو گئے، زخمیوں میں سے چار سو افراد کو ان کے گھر والوں کے حوالے کیا گیا۔ امام کے لشکر میں سے دس سے بھی کم افراد شہید ہوئے۔ نہروان میں خوارج میں سے دس سے کم افراد فرار ہونے میں کامیاب رہے ان میں سے ایک عبد الرحمن بن ملجم مرادی، [148] قاتل امام بھی تھا۔ ابن ملجم مرادی نے آپ کو 19 رمضان سنہ 40 ہجری فجر کے وقت کوفہ میں اپنی شمشیر سے زخمی کیا اور آپ اس کے دو روز بعد 21 رمضان میں 63 برس کی عمر میں شہید ہوئے اور مخفیانہ طور پر دفن ہوئے۔ [149]

## ازواج و اولاد

### حضرت فاطمہ زہرا کے ہمراہ شادی

امام علیؑ کی پہلی زوجہ رسول اللہؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہراءؑ تھیں۔ [150] علیؑ سے پہلے ابوبکر، عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوف نے بنت رسولؐ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تاہم رسول اللہؐ اس بارے میں وحی الہی کے منتظر تھے۔ [151] حضرت فاطمہ کے ساتھ حضرت امیرالمؤمنین علیؑ کی شادی کی تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے: بعض کا کہنا ہے کہ یہ شادی اول ذی الحجہ سنہ 2 ہجری کو ہوئی [152]، بعض کے مطابق شوال میں ہوئی اور بعض دیگر نے 21 محرم میں قرار دی ہے۔ [153] حضرت علی و فاطمہ کے پانچ بچے ہیں: حسن، حسین، زینب، ام کلثوم [154] و محسن جو ولادت سے پہلے سقط ہوئے۔ [155] [156]

## دیگر ازواج

آپ نے حضرت زہرا کی حیات میں کوئی شادی نہیں کی۔ ان کی شہادت کے بعد آپ نے شادیاں کیں جن میں:

امامہ بنت ابی العاص بن ربیع کے ساتھ شادی۔ امامہ کی والدہ رسول اللہؐ کی بیٹی زینب بنت محمدؐ تھیں۔  
ام البنین فاطمہ بنت حزام بن دارم کلابیہ، دوسری خاتون تھیں جو امیرالمؤمنینؑ کے حوالہ نکاح میں آئیں اور حضرت عباسؑ، عثمان، جعفر اور عبد اللہ آپ کے بیٹے ہیں اور سب کربلا میں شہید ہوئے۔

لیلا بنت مسعود بن خالد

اسماء بنت عمیس

ام حبیب بنت ربیعہ تغلبیہ (الصہبا کے نام سے مشہور)

خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ محمد بن حنفیہ بن علیؑ ان ہی کے فرزند ہیں۔

ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی اور مُحیّۃ بنتِ إمرئ القیس بن عدی کلبی شامل ہیں۔ [157]

اولاد

شیخ مفید نے الارشاد میں آپ کی اولاد کی تعداد 27 ذکر کی ہے۔ ان کی تعداد محسن جو شکم می شہید ہوئے، ان کے ہمراہ 28 ہوتی ہے۔ [158] یہاں آپ کی اولاد کا تذکرہ ان کی والدہ کے نام کے ساتھ کیا جا رہا ہے:

حضرت فاطمہؑ خولہ بنت جعفر ام حبیب ام البنین لیلا بنت مسعود اسماء بنت عمیس ام سعید بنت عروہ دیگر ازواج

1. حسن 6. محمد حنفیہ 7. عمر 9. عباس 13. محمد اصغر 15. یحییٰ 16. ام الحسن 18. أم ہانی 19. خدیجہ

2. حسین 8. رقیہ [159] 10. جعفر 14. عبیداللہ 17. رملہ 20. جمانہ (أم جعفر) 21. زینب صغریٰ

3. زینب کبریٰ 11. عثمان 22. أمامہ 23. رقیہ صغریٰ

4. زینب صغریٰ 12. عبداللہ 24. نفیسہ 25. ام سلمہ

5. محسن 26. أم الکرام 27. میمونہ

۲۸. فاطمہ [160]

غزوات میں شرکت

امام علیؑ نے اسلام کے غزوات اور سرایا میں مؤثر کردار ادا کیا۔ غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں رسول اللہؐ کے ساتھ دشمنان اسلام کے خلاف لڑے۔ [161] آپ بہت سی جنگوں میں سپاہ اسلام کے اصلی سپہ سالار رہے [162] اور جیسے جنگ میں بہت مسلمان فرار اختیار کرتے تھے وہ کبھی فرار نہیں ہوئے اور ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ رہے اور جنگ کرتے رہے۔ [163]

جنگ بدر

جنگ بدر یا غزوہ بدر مسلمانوں اور کفار کے درمیان پہلی جنگ تھی جو بروز جمعہ 17 رمضان المبارک سنہ 2 ہجری کو بدر کے کنوؤں کے کنارے واقع ہوئی۔ [164] اس جنگ میں ابو جہل، [165] عتبہ بن ربیعہ [166] جیسے قریش کے بزرگ قتل ہوئے۔

علیؑ نے ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو قتل کیا۔ [167] اس جنگ میں نوفل بن خویلد جس پر آنحضرتؐ نے نفرین کی تھی، حضرت کے ہاتھوں مارا گیا۔ [168] ان کے علاوہ دیگر بیس افراد آپ کے ہاتھوں قتل ہوئے جن میں حنظلہ بن ابو سفیان و عاص بن سعید شامل ہیں۔ [169] بعد امام علیؑ نے معاویہ کو ایک خط میں لکھا: ابھی بھی وہ شمشیر جس سے تمہارے جد (عتبہ ہندہ کا باپ)، ماموں (ولید عتبہ کا بیٹا) اور بھائی (حنظلہ بن ابی سفیان) کو قتل کیا تھا، میرے پاس ہے۔ [170]

جنگ احد

جنگ احد میں مشرکین کے غلبہ کے بعد بہت سے مسلمانوں نے میدان جنگ سے فرار اختیار کی اور پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ دیا۔ حضرت علیؑ و بعض دیگر افراد موجود رہے اور انہوں نے آنحضرتؐ کا دفاع کیا۔ [171] خود علیؑ نے اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا ہے مہاجرین و انصار نے اپنے گھروں کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ لیکن میں نے جبکہ میرے جسم پر ستر زخم تھے، رسول خداؐ کا دفاع کیا۔ [172]

شیعہ [173] و اہل سنت [174] مصادر کے مطابق، امام علیؑ اس جان نثاری کے صلے میں جبرائیل نازل ہوئے اور رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر علیؑ کے ایثار کی تعریف و تمجید کی اور عرض کیا: یہ ایثار اور قربانی کی انتہا ہے جو وہ دکھا رہے ہیں۔ رسول خداؐ نے تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: إِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ (وہ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں) اس کے بعد ایک ندا آسمان سے سنائی دی: لَا سِيفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ وَلَا فَتًى إِلَّا عَلِيٌّ۔ (ترجمہ: ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی جوان نہیں ہے)۔

#### جنگ خندق (احزاب)

جنگ خندق میں رسول اللہؐ نے اصحاب کے ساتھ مشورہ کیا تو سلمان فارسی نے رائے دی کہ مدینہ کے اطراف میں ایک خندق کھودی جائے جو حملہ آوروں اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو۔ [175] کئی دن تک لشکر اسلام اور لشکر کفر خندق کے دو کناروں پر آمنے سامنے رہے اور کبھی کبھی ایک دوسرے کی طرف تیر یا پتھر پھینکتے تھے؛ بالآخر لشکر کفار سے عمرو بن عبدود اور اس کے چند ساتھی خندق کے سب سے تنگ حصے سے گذر کر دوسری طرف مسلمانوں کے سامنے آنے میں کامیاب ہوئے۔ علیؑ نے رسول خداؐ سے درخواست کی کہ انہیں عمرو کا مقابلہ کرنے کا اذن دیں اور آپؐ نے اذن دے دیا۔ علیؑ نے عمرو کو زمین پر گرا کر ہلاک کر دیا۔ [176] جب علیؑ عمرو کا سر لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: ضَرَبَهُ عَلِيٌّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔ (ترجمہ: روز خندق علیؑ کا ایک وار جن و انس کی عبادت سے افضل ہے)۔ [177]

#### جنگ خیبر

جنگ خیبر جمادی الاولیٰ سنہ 7 ہجری میں واقع ہوئی جب رسول اللہؐ نے یہودیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کے قلعوں پر حملہ کرنے کا فرمان جاری کیا۔ [178] اور جب ابوبکر اور عمر جیسے متعدد افراد یہودی قلعوں کی تسخیر کے مشن میں ناکام رہے تو رسول خداؐ نے فرمایا: لأُعْطِينَ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ میں کل پرچم ایسے فرد کے سپرد کر رہا ہوں جو خدا اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اس کا رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں۔ [179] صبح کے وقت رسول اللہؐ نے علیؑ کو بلایا اور پرچم ان کے سپرد کیا۔ شیخ مفید کے نقل کے مطابق، علیؑ اپنی ذوالفقار لے کر میدان جنگ میں اترے اور جب ڈھال ہاتھ سے گر گئی تو آپؐ نے ایک قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر اسے ڈھال قرار دیا اور جنگ کے آخر تک اسے ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔ [180]

#### فتح مکہ

رسول خداؐ ماہ مبارک رمضان سنہ 8 ہجری کو فتح مکہ کی غرض سے مدینہ سے خارج ہوئے۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے لشکر اسلام کا پرچم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا لیکن سعد نے جنگ، خون ریزی اور انتقام جوئی کے بارے میں باتیں کیں۔ پیغمبرؐ اسلام کو جب انکا پتہ چلا تو آپؐ نے امام علیؑ کو کہا کہ اس سے تم پرچم لے لو۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہؐ کی ہدایت پر تمام بتوں کو توڑ دیا گیا اور آپؐ کی ہدایت پر علیؑ نے آپؐ کے دوش پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑا۔ امام علیؑ نے خزاعہ کے بت کو کعبہ کے اوپر سے نیچے گرا دیا اور مستحکم بتوں کو زمین سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ [181]

#### جنگ حنین

جنگ حنین سنہ 8 ہجری میں واقع ہوئی۔ اس میں مہاجرین کا پرچم امام علیؑ کے ہاتھوں میں تھا۔ [182] اس جنگ میں مشرکین کے اچانک حملے کے بعد مسلمانوں نے فرار اختیار کی۔ صرف و جند دیگر افراد ثابت قدم رہے اور انہوں نے آنحضرتؐ کا دفاع کیا۔ غزوہ کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ ہواز اور قبیلہ ثقیف کے اشراف نے فتح مکہ کے بعد رسول اللہؐ کی طرف اپنے خلاف جنگ کے آغاز کے خوف سے حفظ ما تقدم کے تحت مسلمانوں پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ [183]

### تفصیلی مضمون: جنگ تبوک

وہ واحد غزوہ جس میں علیؑ نے رسول اللہؐ کے ساتھ شرکت نہیں کی وہ غزوہ تبوک تھا۔ علیؑ رسول اللہؐ کی ہدایت پر مدینہ میں ٹہرے تاکہ آپؐ کی غیر موجودگی میں مسلمانوں اور اسلام کو منافقین کی سازشوں سے محفوظ رکھیں۔ علیؑ کے مدینہ میں ٹھہرنے کے بعد منافقین نے علیؑ کے خلاف تشہیری مہم کا آغاز کیا اور علیؑ نے فتنے کی آگ بجھانے کی غرض سے اپنا اسلحہ اٹھایا اور مدینے سے باہر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منافقین کی تشہیری مہم کی اطلاع دی۔ یہی وہ موقع تھا جب رسول اللہؐ نے حدیث منزلت فرمائی کہ: "میرے بھائی علی! مدینہ لوٹو، کیونکہ وہاں کے معاملات سلجھانے کے لئے تمہارے اور میرے بغیر کسی میں اہلیت نہیں ہے۔ پس تم میرے اہل بیت اور میرے گھر اور میری قوم کے اندر میرے جانشین ہو! کہ تم خوشنود نہیں ہو کہ تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو موسیٰ سے ہارون کی تھی، سوا اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔ [184]

### سرائا

سریہ علی بن ابی طالبؑ فدک، بنی سعد سے مقابلہ شعبان سنہ 6 ہجری [185]  
سریہ علی بن ابی طالبؑ قبیلہ بنی طی میں بت خانہ فلس کی تخریب کے لئے۔ ربیع الثانی سنہ 9 ہجری [186]  
سریہ علی بن ابی طالبؑ یمن رمضان سنہ 10 ہجری [187]  
یمن کی ذمہ داری

آنحضرتؐ نے فتح مکہ اور جنگ حنین میں کامیابی کے بعد سنہ 8 ہجری میں اپنی دعوت میں وسعت دی۔ اسی سلسلہ میں معاذ بن جبل کو یمن بھیجا۔ وہ بعض مسائل کے حل میں ناکام رہے اور واپس آ گئے۔ اس کے بعد آپؐ نے خالد بن ولید کو بھیجا۔ ان سے مسئلہ حل نہیں ہوا اور 6 کے بعد وہ بھی واپس آ گئے۔ تب آنحضرتؐ نے امام علیؑ کو بلایا اور انہیں اپنے خط کے ہمراہ یمن روانہ کیا۔ امام نے اہل یمن کو آنحضرتؐ کا خط پڑھ کر سنایا اور انہیں توحید کی دعوت دی۔ امام کی کوششوں سے قبیلہ ہمدان مسلمان ہو گیا۔ امام نے ان کے اسلام لانے کی خبر آنحضرتؐ کو بھیجی۔ آپؐ خوش ہوئے اور ہمدانیوں کو دعائیں دی۔ [188] ایک دوسری گزارش میں قبیلہ مذحج کے ساتھ امام علیؑ کی جنگ کا ذکر ہوا ہے۔ اس گزارش کے مطابق، امام ان کی سر زمین کی طرف گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے قبول نہیں کیا اور جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے تو آپؐ نے ان سے جنگ کی اور ان کے فرار اختیار کرنے کے بعد انہیں دوبارہ اسلام کی دعوت دی، غنائم جنگ کو جمع کیا اور نجران کے صدقات کے ساتھ حج کے موسم میں سب آنحضرتؐ کے حوالے کیا۔ [189] آنحضرتؐ نے یمن کی قضاوت بھی امام کے حوالے کی اور اس میں استواری کے لئے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ تاریخی مصادر میں وہاں قضاوت کے بعض نمونے ذکر ہوئے ہیں۔ [190]

### واقعہ غدیر

پیغمبرؐ نے سنہ 10 ہجری میں ہجرت کے بعد پہلی بار حج کا فریضہ انجام دینے کا ارادہ کیا۔ جب مسلمانوں کو اس بات کی خبر ملی تو انہوں نے آپؐ کی ہمراہی کی غرض سے مکہ کی طرف عزیمت کی۔ [191] آنحضرتؐ نے امام علیؑ کو خط لکھا جو یمن میں جہاد میں [192] مصروف تھے اور انہیں حج میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ [193]

حج کے بعد غدیر خم میں جہاں سے مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے اور اپنے شہر کا رخ کرتے تھے۔ خداوند عالم نے رسول اللہؐ کو توقف اور پیغام ابلاغ کرنے کا حکم دیا۔ [194]

آنحضرتؐ نے نماز ظہر پڑھانے کے بعد خطبہ پڑھا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: «أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟» کیا میں مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ اولویت نہیں رکھتا ہوں؟ سب نے کہا: ہاں بے شک، اس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؑ کے ہاتھوں کو بلند کیا اور فرمایا: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَا، فَعَلَيْ مَوْلَا، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَآلَا، وَعَادِ مَنْ عَادَا؛ جس کا میں

مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، اللہ اسے دوست رکھے جو انہیں دوست رکھے اور انہیں دشمن رکھے جو انہیں دشمن رکھے۔ [195]

اس کے بعد رسول اللہؐ نے آیت تبلیغ کے ضمن میں آنے والے پروردگار کے حکم کا ابلاغ فرمایا [196] جو کچھ یوں تھا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ [المائدة: 67] (ترجمہ: اے پیغمبر! جو اللہ کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے، اسے پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اس کا پیغام پہنچایا ہی نہیں اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا، بلاشبہ اللہ کافروں کو منزل تک نہیں پہنچایا کرتا)۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہؐ نے مسلمانوں سے فرمایا:

"أَلَسْتُ أَوَّلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوا بَلَىٰ، قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلَىٰ مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ.

کیا میں مؤمنین پر حق تصرف رکھنے میں ان پر مقدم نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں! چنانچہ آپؐ نے فرمایا: میں جس کا مولا و سرپرست ہوں یہ علی اس کے مولا اور سرپرست ہیں؛ یا اللہ! تو اس کے دوست کو دوست رکھ اور اس کے دشمن کو دشمن رکھ؛ جو اس کی نصرت کرے اس کی مدد کر اور جو اس کو تنہا چھوڑے اس کو خوار و تنہا کردے [197].

سقیفہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق [198] علیؑ اور بنی ہاشم آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں مصروف تھے کہ انصار نے بعض دلائل، جیسے اس بات کا خوف کہ قریش ان سے غزوات میں ان کے قتل ہونے والوں کا انتقام نہ لیں اور اس بات کے پیش نظر کہ قریش امام علی کی جانشینی کے سلسلہ میں آنحضرت کے بات پر عمل نہیں کریں گے، کی وجہ سے سقیفہ بنی ساعدہ میں جلسہ تشکیل دیا۔ تا کہ وہ انصار میں سے کسی کا آنحضرت کا جانشین معین کریں۔ [199] ابوبکر عمر کو جب اس بات کی خبر ملی تو انہوں نے ابو عبیدہ جراح، عبدالرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ گئے۔ جہاں ان کے درمیان تنازعات و اختلافات اور بحث و جدل کے بعد ابوبکر کو رسول خداؐ کے بعد خلیفہ کے عنوان سے متعارف کرایا گیا اور کچھ ہی عرصہ قبل مقام غدیر پر ہونے والے اعلان خلافت اور علیؑ کے ہاتھ پر ان سب کی بیعت کے اعلان کو بھلا دیا گیا۔ [200]

امام علی سے مخالفت کا سابقہ

امام علی کی زندگی کے زمانہ میں حالات پرتلاطم، بیحد حساس اور تمام تاریخ اسلام میں نہایت تاثیر گزار تھے۔ خاص طور پر ان کے خلافت تک پہنچنے کے بعد مسلمانوں کے درمیان بہت اختلافات پیش آئے۔ عبد الرحیم قنوات دانش نامہ امام علی میں تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت و امام علی کے زمانے کے بہت سے اختلافات کی برگشت قریش میں عبد مناف کے بیٹوں کے درمیان آپسی خاندانی و قبائلی چشمک و رقابت کی طرف ہوتی ہے۔ وہ عبد مناف کے بیٹوں و پوتوں کے درمیان مکہ کے مناصب حاصل کرنے و عبد المطلب کے بعد بنی امیہ کے مقابلہ میں بنی ہاشم کی حیثیت کے کمزور ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں: امام علی پر بنی امیہ (معاویہ) کی طرف سے فشار کا آغاز آپ کی خلافت کی ابتداء سے ہوتا ہے اور خاندان عبد المطلب و خاندان حرب (معاویہ کے دادا) کے درمیان یہ خاندانی رقابت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ بنی امیہ اس راہ میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ ابو طالب (حضرت علی کے والد) کے ایمان کو ہی زیر سوال لے آتے ہیں۔ فشار کا یہ سلسلہ 100 سال بعد تک عباسیوں کی حکومت کے آغاز تک جاری رہتا ہے۔ قنوات کے مطابق، عباسی دور میں یہ فشار دوسرے عنوان سے جاری رہے۔ اس لئے کہ عباسیوں کا نسب آنحضرت کے چچا عباس بن عبد المطلب تک پہنچتا ہے اور چونکہ وہ ابتداء سے مسلمان نہیں تھے اور حتیٰ کہ جنگ بدر میں پیغمبرؐ کے ہاتھوں اسیر ہوئے لہذا بنی عباس علویوں کے فضائل و افتخارات کے سامنے حقارت کا احساس کرتے تھے۔

جنگ بدر میں پیش آنے والے واقعات نہایت اہم شمار ہوتے ہیں اور امام علی کی خلافت کے زمانہ کے بعض کلامی و سیاسی مناظرات کی بنیاد ہیں۔ امام علی نے جنگ بدر میں مشرکین کے سب سے زیادہ افراد کو قتل کیا ہے۔ واقدی امام علی کے ذریعہ قتل ہوئے افراد کی تعداد 22، ابن ابی الحدید 35 و شیخ مفید نے 36 ذکر کی ہے۔ حسن طارمی دانش نامہ جہان اسلام میں تحریر کرتے ہیں کہ امام علی کے ہاتھ سے قتل ہونے والوں میں 13 افراد جن میں ابو جہل بھی شامل ہے، بزرگان قریش میں سے تھے۔ یہ شکست اور اس میں قتل ہونے والے قریش کے بزرگان مشرکین کے لئے بڑی رسوائی تھے۔ اس نے ان کے ہیبت و حیثیت کو نقصان پہنچایا تھا۔ تاریخی شواہد کے مطابق، بدر کے دن سے قریشیوں کے دل میں امام کی طرف سے کینہ تھا، مسلمان ہونے کے بعد بھی قریش اپنے اشعار کے ذریعہ امام علی سے مقابلہ کرنے اور انہیں آپ کی بیعت توڑنے کی طرف تشویق کیا کرتے تھے۔ قریش اصحاب پیغمبر میں سے کسی کو بھی اما علی کی طرح اپنا دشمن نہیں مانتے تھے۔ جنگ بدر کے بعد امام کے بعض ساتھیوں کا رشک و حسد امام کے دشمنوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو گیا۔ جو بعد میں جانشینی پیغمبر اور مسلمانوں کی سرنوشت کے مسئلے میں موثر شمار کیا گیا ہے۔

سید حسن فاطمی دانش نامہ امام علی میں، امام علی سے آنحضرتؐ کی محبت کو بھی قریش کے کینہ و حسد کا ایک سبب قرار دیتے ہیں۔ فاطمی کے بقول: سقیفہ اور اس کے بعد کے واقعات، ابوبکر کا جانشینی پیغمبر کے لئے انتخاب جیسے واقعات آپ کی رحلت کے بعد پیش آئے اور امام علی کو کنارے کرنے کے لئے ایک گروہ نے آمادگی کر رکھی تھی۔ ان کے مطابق، ایک طرف منافقین و حاسدین کا ان کے تلوار سے ضربہ کھانا، دوسری طرف انصار کا مہاجرین کو ضربہ لگانا، انصار کا خود میں سے جانشین پیغمبر منتخب کرنے میں جلدی کرنا۔ ابوبکر و دیگر قریش مدینہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا جبکہ امیر المومنین آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے۔

#### حضرت علی کا موقف

روز سقیفہ امام نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور اس کے بعد خود اصل بیعت اور اس طرح سے اس کے وقت کے بارے میں مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض مصادر کے مطابق، علی نے ابوبکر سے نرم البتہ مفصل مناظرہ کیا اور اس میں انہیں سقیفہ میں خلاف ورزی اور پیغمبر اکرم کے اہل بیت کے حق سے چشم پوشی پر مذمت کی۔ ابوبکر امام کے دلائل کو قبول کرتے ہوئے منقلب ہو گئے اور امام کے ہاتھ پر جانشین پیغمبر کے عنوان سے بیعت کرنے تک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن آخر میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد ایسا کرنے منصرف ہو جاتے ہیں۔ امام علی نے مختلف مناسبات اور مختلف مواقع پر سقیفہ کے واقعہ کے خلاف اعتراضات کئے اور جانشینی پیغمبر کے مسئلہ میں اپنے حق کو یاد دلایا۔ خطبہ شفشقیہ ان کے معروف ترین خطبوں میں سے ہے جس میں آپ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بعض دیگر منابع کے مطابق، حضرت فاطمہ زہرا کی حیات میں واقعہ سقیفہ کے بعد امام علی شب میں انہیں مرکب پر سوار کر کے انصار کے گھروں و محافل میں لیکر جاتے تھے اور ان سے مدد طلب کرتے تھے اور ان کا جواب سنتے تھے: اے دختر پیغمبر، ہم نے ابوبکر کی بیعت کی ہے۔ اگر علی پہلے آئے ہوتے تو ہم ان کی بیعت کرتے، ان سے عدول نہیں کرتے۔ امام علی انہیں جواب دیتے تھے: تو کیا میں آنحضرتؐ کو دفن نہ کرتا اور خلافت کے بارے میں بحث کرتا؟۔

جانشینی پیغمبر کے مسئلہ میں آپ کا اپنے حق سے وفاع کرنے ان ہی موارد میں منحصر نہیں تھا۔ مہم ترین واقعات میں سے ایک جس میں امام علی نے اپنے حق کے وفاع کے لئے تاکید کی، وہ واقعہ ہے جو مناشدہ (اللہ کی قسم دلانا) کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں امام نے صحابہ کو قسم دلائی کہ ان لوگوں جو کچھ آنحضرتؐ سے آپ کے بارے میں سنا ہے، اس کی شہادت دیں۔ جیسا کہ علامہ امینی نے نقل کیا ہے کہ شیعہ و اہل سنت کے متعدد منابع نے رحبہ کے مقام پر کوفہ میں سنہ 35 ہجری میں آپ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں مناشدہ کے واقع ہونے کی تصریح کی ہے۔ اس واقعہ میں امام نے صحابہ کو قسم دیکر ان سے پوچھا کہ انہوں نے غدیر خم میں رسول خداؐ سے جو کچھ بھی آپ کی جانشینی کے مسئلہ میں سنا تھا اس کی شہادت دیں، شیعہ مصادر نے ایک دوسرے مناشدہ کا ذکر، عمر کی بنائی ہوئی 6 افراد پر مشتمل شوری میں بھی کیا ہے اس مناشدہ کی روایات میں امام علی نے ایک طویل فہرست ان واقعات کی ذکر کی ہے جن میں خاص طور پر آنحضرتؐ نے آپ کی نیابت و جانشینی کے بارے میں تصریح کی ہے کہ کیا انہوں نے ان باتوں کو آنحضرتؐ سے سنا ہے تو انہوں نے ان کے باتوں کی تائید کی۔

خلفائے ثلاثہ کا دور

خلفائے ثلاثہ کے 25 سالہ دور میں امام علی تقریباً امور سیاسی و حکومتی سے دور رہے اور فقط علمی و سماجی امور کی انجام میں مشغول رہے۔ جیسے جمع آوری قرآن جو مصحف امام کے نام سے مشہور ہے، مختلف امور میں خلفاء کو مشورہ دینا، فقراء کو اتفاق کرنا، تقریباً ایک ہزار غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا، زراعت و شجر کاری، نہریں کھودنا، تعمیر مساجد جیسے مدینہ میں مسجد فتح، جناب حمزہ کی قبر کے پاس مسجد کی تعمیر، میقات میں ایک مسجد کی تعمیر اور اسی طرح سے مقامات و ملک کو وقف کرنا، جن کی سالانہ آمدنی 40 ہزار دینار تک بتائی گئی ہے۔

اس دور کے بعض اہم امور کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جا رہا ہے:

ابوبکر

ابو بکر کا دور شروع ہوتے ہی خاندان رسولؐ کو نہایت ہولناک حوادث و واقعات کا سامنا کرنا پڑا؛ جن میں یہ تین واقعات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

خانہ امام علیؑ پر حملہ و ابوبکر کے لئے جبری بیعت [201]

غصب فدک [202]

شہادت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

اجباری بیعت

بیعت سے امام علیؑ کا اجتناب اور بعض صحابہ کی خلافت ابوبکر کے خلاف اقدامات، ابوبکر اور حتیٰ عمر کے لئے سنجیدہ خطرے میں تبدیل ہو گئے۔ چنانچہ ابوبکر و عمر نے اس خطرے کے خاتمے اور اپنے منصوبے کے تحت علی بن ابیطالبؑ کو بیعت پر مجبور کرنے کا فیصلہ کیا۔ [203] ابوبکر نے کئی مرتبہ امام سے بیعت لینے کیلئے قُنْفُذ نامی شخص کو امام علیؑ کے گھر کے دروازے پر بھجوا دیا لیکن امام نے قبول نہ کیا چنانچہ عمر نے ابوبکر سے کہا: خود ہی اٹھو، ہم مل کر علی بن ابیطالب کے پاس جاتے ہیں اور یوں ابو بکر، عمر، عثمان، خالد بن ولید، مغیرہ بن شعبہ، ابو عبیدہ جراح اور قنْفُذ علیؑ کے گھر کے دروازے پر پہنچے۔ یہ گروہ جب گھر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے بنت رسولؐ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی توبین کی اور دروازے کو دھکا دیا اور سیدۃ دروازے اور دیوار کے درمیان دب گئیں اور ان افراد میں سے بعض نے سیدۃ کو تازیانے مارے۔ [204] اور اس کے بعد امام علیؑ پر حملہ کیا اور آپ کا لباس ان کی گردن میں لپیٹا اور انہیں گھسیٹ کر سقیفہ لے گئے اور ان کے بیعت کا مطالبہ کیا۔ امام نے جواب دیا: میں خلافت کے لئے تم سے زیادہ اس کا اہل ہوں، اس لئے میں تمہاری بیعت نہیں کروں گا۔ بہتر ہوگا کہ تم میری بیعت کرو، اس لئے کہ تم نے انصار کو رسول خدا کا رشتہ دار بتا کر ان سے خلافت لے لی اور اب ہم سے خلافت کو غصب کرنا چاہتے ہو۔ [205]

بیعت کے وقت کے سلسلہ میں مورخین کے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ بعض اس بیعت کو حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد اور بعض دیگر 40 روز کے بعد مانتے ہیں اور ایک دوسرے گروہ کے مطابق 6 ماہ بعد ذکر ہوئی ہے۔ [206] البتہ شیخ مفید کا ماننا ہے کہ امام نے ہرگز ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔ [207]

خلافت ابوبکر میں آپ کا رویہ

خلافت ابوبکر کے زمانہ میں جس کی مدت 2 سال تھی، امام علی تمام محظورات کے باوجود دستگاہ خلافت کو جہاں تک ان کے لئے قبول کرنا ممکن ہوتا تھا، انہیں مشورہ دیا کرتے تھے۔ علمائے اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق، ابوبکر مہم امور میں امام علی سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ [208] اور ان کے مشورہ کے مطابق عمل کیا کرتے تھے اور اس لئے کہ وہ امام کے مشوروں سے فائدہ اٹھا سکیں انہیں دیگر مسلمانوں کی طرح مدینہ سے خارج ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ [209] آپ نے کوئی بھی منصب قبول

نہ کرنے سے پرہیز کے باوجود جب بھی انہیں مشورہ کی کوئی ضرورت پیش آتی تھی اور اسلام و مسلمین کی مصلحت کا تقاضا ہوتا تھا تو خلیفہ کے ساتھ تعاون سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ یعقوبی اس بارے میں تحریر کرتے ہیں: خلافت ابوبکر کے زمانے میں جن افراد سے فقہ حاصل کی جاتی تھی ان میں سے ایک علی بن ابی طالب تھے۔ [210] ان کے دور حکومت میں جنگوں و فتوحات کے سلسلہ میں امام کا موقف غیر جانب دارانہ یا زیادہ سے زیادہ مشاورانہ ہوتا تھا لیکن آپ نے بذات خود ان میں سے کسی میں شرکت نہیں کی۔ بعض تاریخی گزارشات کے مطابق، ابوبکر نے فتح شام کے سلسلہ میں اصحاب سے نظر خواہی کی اور فقط امام علی کے نظریہ کو قبول کیا۔ [211]

#### عمر

حضرت ابوبکر نے اپنی وصیت میں جسے عثمان نے تحریر کیا، لوگوں کو عمر کی پیروی کی دعویٰ دی اور اعلان کیا: میں عمر بن خطاب اپنے بعد تمہارا حاکم معین کرتا ہوں۔ ان کے بات سنیں اور ان کے اطاعت کریں۔ [212] امام علی نے ان کے اس اقدام پر سکوت اختیار کیا۔ لیکن بعد میں آپ نے اس اقدام کو مذموم و ناحق بتایا اور اس کی توصیف ان الفاظ میں کی: تعجب خیز ہے، حیرت انگیز ہے کہ ابوبکر اپنی حیات میں لوگوں سے اپنی بیعت فسخ کرنے کا مطالبہ کرتے تھے (جیسا کہ وہ کہتے تھے مجھے چھوڑ دو میں تم بہترین نہیں ہوں) لیکن خلافت کو دوسرے کے لئے مضبوط کرتے رہے۔ ان دو لوگوں (ابوبکر و عمر) نے شتر خلافت کے پستانوں کو سختی کے ساتھ دوبا۔ جبکہ میری برجستگی ان کے دونوں کے مقابلے میں اس قدر ہے کہ میں اس دریا کی مانند ہوں جس پر سے سیلاب کا پانی آ کر گذر جاتا ہے اور کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو میرے علم کی بلندی تک پہنچ سکے ... میں نے شجاعت کے ساتھ اس طولانی مدت میں نہایت اندوہ کے ساتھ اس پر صبر کیا۔ [213]

#### خلافت عمر میں آپ کا رویہ

حضرت عمر کی خلافت دس سال تک رہی اور امام علی نے ابوبکر کے دور خلافت کی عمر کے دور میں بھی کسی طرح کا کوئی بھی منصب قبول کرنے سے پرہیز کیا۔ لیکن ایک مشاور کے عنوان سے عمر کے ساتھ رہے اور ان کے اپنے مشوروں کے ذریعہ سے مدد کی۔ [214] جیسا کہ اہل سنت مورخین نے ذکر کیا ہے کہ عمر کوئی بھی کام امام علی کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ اس لئے عمر امام کی خردمندی، دقت نظر اور تدبیر کے قائل تھے۔ [215] امام نے ان زمانے کی فتوحات کے مقابلہ میں وہی موقف اختیار کیا جو ابوبکر کے دور میں اختیار کیا تھا، لیکن چونکہ اس زمانہ میں فتوحات کا دائرہ بیحد وسیع ہو چکا تھا۔ لہذا امام کا کردار بھی ابوبکر کے دور سے زیادہ ملموس و چشمگیر تھا۔ کسی بھی تاریخی یا حدیثی ماخذ میں ان فتوحات میں امام کی شرکت کا کوئی ذکر نہیں ہوا ہے۔ اس دور کی کسی بھی کتاب میں یہ بات دیکھنے میں نہیں آئی ہے کہ عمر نے امام علی سے کوئی مشورہ طلب کیا ہو اور امام نے اس سے منع کیا ہو۔ بلکہ امام باقرؑ سے منقول روایت کے مطابق، عمر امور حکومت کو، جن میں مہم ترین مسئلہ فتوحات کا تھا، امام علی کے مشورہ سے انجام دیا کرتے تھے۔ [216] دوسری طرف اصحاب و پیروان علی نے ان فتوحات میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ خطا در حوالہ: <ref> tag missing for </ref> Closing انصار میں سے چند افراد کے سوا سب نے علیؑ کی بیعت کی۔ مخالفین میں حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، محمد بن مسلمہ اور چند دیگر افراد شامل تھے؛ جنہیں عثمانیہ میں شمار کیا جاتا تھا۔ غیر انصاری مخالفین میں عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، اور اسامہ بن زید کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے جو عثمان کے قریبیوں میں شمار ہوتے تھے۔ [217] حضرت علی کی جانب سے لوگوں کی بیعت قبول نہ کرنے کا سبب جیسا کہ نہج البلاغہ کے ایک خطبہ سے معلوم ہوتا ہے، یہ تھا کہ آپ اپنے دور کے معاشرے کو اس قدر فساد زدہ سمجھتے تھے کہ جس کی قیادت کرنا، اس میں اپنے منصوبوں اور ارادوں کو عملی جامہ پہنانا آپ کے لئے ممکن نہ تھا۔ [218]

#### والی و کارگزار

امام علیؑ نے اپنی حکومت کے دوران اپنے والی و گورنر مختلف اسلامی شہروں میں تعینات کئے جیسے: عثمان بن حنیف کو بصرہ، عمارہ بن شہاب کو کوفہ، عبید اللہ بن عباس کو یمن، قیس بن سعد بن عبادہ کو مصر، سہل بن حنیف کو شام کا والی بنا کر بھیجا۔ شام جاتے ہوئے سہل بن حنیف جب تبوک پہنچے تو وہاں ان کو اور گروہ کے درمیان بحث ہوگئی اور ان لوگوں نے

انہیں واپس بھیج دیا۔ عبید اللہ بن عباس جب یمن پہنچے تو یعلیٰ بن منیہ جو عثمان کی طرف سے یمن میں والی تھا، اس نے بیت المال میں جو کچھ تھا اسے لیکر مکہ بھاگ گیا۔ عمارہ بن شہاب جب مدینہ و کوفہ کے درمیان زبالہ کے مقام پر پہنچے تو طلحہ بن خویلد جو عثمان کی خون خواہی کے نکلا تھا جب اس نے انہیں دیکھا اور اسے پتہ چلا کہ یہ کوفہ کی حکومت کے لئے جا رہے ہیں تو ان سے کہا: واپس لوٹ جاؤ اہل کوفہ اپنے والی کے علاوہ کسی کو قبول نہیں کریں گے اور اگر تم واپس نہیں جاتے تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ لہذا وہ واپس لوٹ آئے اور کچھ عرصہ کے بعد آپ نے مالک اشتر کی سفارش پر ابو موسیٰ اشعری کو وہاں کی حکومت پر باقی رکھا۔

## جنگیں

### جنگ جمل (ناکثین)

جنگ جمل امام علیؑ کی پہلی جنگ تھی جو آپ اور ناکثین کے درمیان واقع ہوئی۔ نکث بمعنی نقض اور توڑنا، اور چونکہ طلحہ و زبیر اور ان کے پیروکاروں نے ابتدا میں امام علیؑ کی بیعت کی تھی جو بالآخر انہوں نے توڑ دی چنانچہ انہیں ناکثین اور عہد شکنوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ [219] یہ جنگ جمادی الثانی سنہ 36 ہجری میں لڑی گئی۔ [220] طلحہ اور زبیر جو قتل عثمان کے بعد ابتدا میں خلافت پر نظریں جمائے ہوئے تھے [221] جب ناکام ہوئے اور خلافت امام علیؑ کو ملی تو انہیں توقع تھی کہ علیؑ کے ساتھ خلافت میں شریک ہو جائیں گے۔ ان دونوں نے آکر آپ سے بصرہ اور کوفہ کی ولایت مانگی، لیکن علیؑ نے انہیں اس کام کے لئے اہل قرار نہیں دیا۔ [222] جبکہ وہ دونوں قتل عثمان کے اصل ملزم تھے اور عوام کے درمیان کوئی بھی طلحہ جتنا قتل عثمان کا خواہاں نہ تھا، [223] وہ دونوں اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لئے عائشہ سے جا ملے؛ حالانکہ عائشہ نے عثمان کے محاصرے کے وقت نہ صرف ان کی مدد نہیں کی تھی بلکہ موقف اختیار کیا تھا کہ عثمان کو گھیرنے والے حق طلب ہیں۔ لیکن جب انہیں خبر ملی کہ لوگوں نے علیؑ کی بیعت کی ہے تو کہنے لگیں کہ "عثمان کو ظلم کر کے قتل کیا گیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے عثمان کے قتل کے سلسلے میں انصاف مانگنا شروع کیا!۔ [224] عائشہ اس سے پیشتر علیؑ کے لئے عداوت یا عداوتیں دل میں رکھے ہوئی تھیں اسی وجہ سے انہوں نے طلحہ اور زبیر کا ساتھ دیا۔ [225] چنانچہ ان تین افراد نے تین ہزار افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ [226] اس جنگ میں عائشہ عسکر نامی اونٹ (جمل) پر سوار ہوئی تھیں اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگ جمل کا نام دیا گیا۔ [227]

امام علیؑ نے بصرہ پہنچ کر سب سے پہلے عہد شکن باغیوں کو نصیحت کی اور یوں جنگ کا راستہ روکنے کی کوشش کی لیکن باغیوں نے امامؑ کے ایک ساتھی کو قتل کر کے جنگ کا آغاز کیا [228] تاہم زبیر نے جنگ شروع ہونے سے قبل ہی لشکر سے کنارہ کشی اختیار کی جس کا سبب یہ تھا کہ علیؑ نے اسے وہ حدیث یاد دلائی کہ جب رسول اللہؐ نے زبیر سے کہا تھا کہ ایک دن تم علیؑ کے خلاف بغاوت کرو گے۔ زبیر جنگ سے دستبردار ہونے کے بعد بصرہ کے باہر ایک تیمی مرد عمرو بن جرموز کے ہاتھوں قتل ہوا۔ [229] اصحاب جمل نے چند گھنٹوں کی مختصر جنگ میں بڑا جانی نقصان اٹھا کر شکست کھائی [230] اس جنگ میں طلحہ (اپنے لشکر میں شامل مروان) کے ہاتھوں مارا گیا اور عائشہ کو عزت و احترام کے ساتھ مدینہ لوٹا دیا گیا۔ [231]

### جنگ صفین (قاسطین)

جنگ صفین امام علیؑ اور قاسطین (معاویہ اور اس کی سپاہ) [232] کے درمیان صفر المظفر سنہ 37 ہجری کو شام میں دریائے فرات کے قریب صفین نامی مقام پر لڑی گئی اور اس کا اختتام اُس حکمیت پر ہوا جو رمضان سنہ 38 ہجری میں انجام پائی۔ [233] عثمان کو مسلمانوں نے گھیرے میں لیا تو معاویہ ان کی مدد کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ انہیں دمشق منتقل کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ وہاں امور مملکت کی باگ ڈور خود سنبھال لے۔ اس نے قتل عثمان کے بعد شامیوں کے درمیان علیؑ کو ان کے قاتل کے طور پر پہچان کرانے کی کوشش کی۔ امامؑ نے اپنی حکومت کے آغاز پر معاویہ کو خط لکھا اور اس کو بیعت کرنے کا کہا لیکن اس نے حیلوں بہانوں سے کام لیا اور کہا کہ "پہلے عثمان کے ان قاتلوں کو میرے حوالے کریں جو آپ

کے پاس موجود ہیں تا کہ میں ان سے قصاص لوں اور اگر آپ نے ایسا کیا تو میں بیعت کروں گا۔ امامؑ نے معاویہ کے ساتھ خط و کتابت کی اور اپنا نمائندہ بھیجا اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ معاویہ جنگ چاہتا ہے تو آپ نے اپنا لشکر لے کر شام کی جانب رخ کیا۔ ادھر معاویہ بھی اپنا لشکر لے کر روانہ ہوا اور دونوں لشکروں کا سامنا صفین کے مقام پر ہوا۔ امام علیؑ کی کوشش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو یہ مسئلہ جنگ پر ختم نہ ہو۔ لہذا آپ نے پھر بھی خطوط روانہ کئے جن سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا اور آخر کار سنہ 36 ہجری میں جنگ کا آغاز ہوا۔ [234]

سپاہ علیؑ کا آخری حملہ شروع ہوا اور اگر جاری رہتا تو علوی سپاہ کی کامیابی یقینی تھی لیکن معاویہ نے عمرو بن عاص کے ساتھ مشورہ کر کے ایک مکارانہ چال چلی اور حکم دیا کہ لشکر کے پاس قرآن کے جتنے بھی نسخے ہیں انہیں نیزوں پر اٹھائیں اور سپاہ علیؑ کے سامنے جائیں اور انہیں قرآن کے فیصلے کی طرف بلائیں۔ یہ بہانہ کار گر ہوا اور سپاہ علیؑ میں قاریوں کی جماعت علیؑ کے پاس آئی اور کہا: ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ لڑیں چنانچہ وہ جو کہتے ہیں وہی ہمیں قبول کرنا پڑے گا۔ علیؑ نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ ایک چال ہے جس کے ذریعے وہ باری ہوئی جنگ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں لیکن بے سود۔ [235]

امامؑ نے مجبور ہو کر معاویہ کے نام ایک خط کے ضمن میں لکھا: ہم جانتے ہیں کہ تمہارا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے تاہم ہم قرآن کی حکمیت (یا قرآنی فیصلہ) قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ [236] طے یہ پایا کہ ایک فرد سپاہ شام کی طرف سے آجائے اور ایک فرد سپاہ عراق کی طرف سے اور وہ دونوں بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ اس موضوع میں قرآن کا حکم کیا ہے۔ شامیوں نے عمرو بن عاص کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور اشعث اور بعد میں خوارج کے مسلک میں شامل ہونے والے کئی دیگر افراد نے ابو موسیٰ اشعری کا نام تجویز کیا۔ امام علیؑ نے عبداللہ بن عباس یا مالک اشتر کے نام تجویز کئے لیکن اشعث اور اس کے گروہ نے کہا کہ چونکہ مالک اشتر جنگ جاری رکھنے پر یقین رکھتے ہیں اور عبداللہ بن عباس کو ہونا ہی نہیں چاہئے اور چونکہ عمرو بن عاص مصر سے ہے اسی لئے دوسرے فریق کا نمائندہ یمنی ہونا چاہئے!۔ [237] آخر کار عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ اشعری کو دھوکہ دیا اور بظاہر قرآنی حکمیت کو معاویہ کے مفاد میں ختم کردیا۔ [238]

### جنگ نہروان (مارقین)

جنگ صفین میں حکمیت کے نتیجے میں امامؑ کے بعض ساتھیوں نے احتجاج کیا اور آپ سے کہنے لگے: آپ نے خدا کے کام میں کسی کو فیصلہ کرنے کی اجازت کیوں دی؟ حالانکہ امام علیؑ شروع سے ہی حکمیت کی مخالفت کر رہے تھے اور ان ہی لوگوں نے امامؑ کو اس کام پر مجبور کیا تھا لیکن بہر صورت انہوں نے امامؑ کو کافر قرار دیا اور آپ پر لعن کرنے لگے۔ [239]

یہ لوگ خوارج یا مارقین کہلائے جنہوں نے آخر کار لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ انہوں نے صحابی رسول خداؐ کے فرزند عبداللہ بن خباب کو قتل کیا اور اس کی بیوی کا پیٹ چیر کر اس میں موجود بچے کو بھی قتل کیا۔ [240] چنانچہ امامؑ نے مجبورا جنگ کا فیصلہ کیا۔ آپ نے ابتدا میں عبداللہ بن عباس کو بات چیت کی غرض سے ان کے پاس بھیجا اور بات چیت ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے بہت سے تو اپنی رائے سے دستبردار ہوئے لیکن بہت سے رہ گئے۔ آخر کار نہروان کے مقام پر جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں امامؑ کے لشکر سے 7 یا 9 افراد شہید ہوئے اور خوارج میں سے 9 افراد زندہ بچ گئے۔ [241]

### شہادت

امام علیؑ 19 رمضان سنہ 40 ہجری فجر کے وقت مسجد کوفہ میں سجدہ کی حالت میں ابن ملجم مرادی کی تلوار سے زخمی ہوئے اور دو دن کے بعد 21 رمضان میں شہید ہوئے اور مخفی طور پر دفن کئے گئے۔ آپ کا ضربت کھانا ان حالات میں پیش آیا جب جنگ نہروان کے بعد امامؑ نے عراق میں ایک بار پھر شام کے خلاف جنگ کے لئے لشکر تشکیل دینے کی کوشش کی لیکن تھوڑے سے لوگوں نے ساتھ دیا۔ دوسری طرف سے معاویہ نے عراق کے حالات اور عراقیوں کی سستیوں کے پیش نظر جزیرۃ العرب اور حتیٰ کہ عراق میں امامؑ کی عملداری کے اندر بعض علاقوں کو جارحیت اور افراد کو دہشت گردانہ حملوں کا نشانہ بنانا شروع

کیا تاکہ ان کی قوت کو ضعف میں بدل دے اور عراق کو فتح کرنے کا راستہ ہموار کر دے۔ [242] تاریخی منابع کے مطابق، خوارج میں سے تین لوگوں نے تین افراد حضرت علی، معاویہ و عمرو عاص کو قتل کرنے کا عہد کیا۔ ابن ملجم نے امام علی کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی۔

امیرالمؤمنین کے بیٹوں امام حسن، امام حسین اور محمد بن حنفیہ نے اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن جعفر کے تعاون سے رات کے وقت آپ کو غریین (موجودہ نجف) کے مقام پر سپرد خاک کیا [243] کیونکہ بنی امیہ اور خوارج اگر آپ کی قبر کو ڈھونڈ لیتے تو قبرکشائی کر کے آپ کی بے حرمتی کرتے۔ [244] امام جعفر صادقؑ نے سنہ 135 ہجری میں منصور عباسی کی حکومت کے زمانہ میں نجف میں آپ کے محل دفن کو آشکار کیا۔ [245]

امیرالمؤمنینؑ سے ایسی روایات نقل ہوئی ہیں جن میں آپ نے اپنے بیٹوں کو اپنے غسل، کفن، نماز اور تدفین کی کیفیت کے بارے میں ہدایات دی ہیں۔ [246] جب محراب مسجد میں ابن ملجم کے ہاتھوں زخمی ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹوں حسن اور حسینؑ سے فرمایا: اگر اس ضربت کی وجہ سے میری وفات ہو جاتی ہے تو تم ابن ملجم کو ایک ہی ضرب لگانا۔ [247] امام نے اسی طرح سے قرآن، نماز، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، جہاد و خانہ خدا کو خالی چھوڑنے، اولاد کو خوف خدا کی تعلیم، امور میں نظم و ایک دوسرے کے ساتھ صلح کی وصیت فرمائی اور ان سے یتیموں اور ڀڑوسیوں کا حق ادا کرنے کی سفارش کی۔ [248]

#### روضہ

آپ کی شہادت سنہ 40 ہجری میں ہوئی اور وصیت کے مطابق آپ کو مخفی طور پر دفن کیا گیا۔ [249] تقریباً ایک صدی تک آپ کی قبر مخفی رہی۔ بنی امیہ کے زوال کے بعد آپ کی قبر کے مخفی رہنے کا سبب ختم ہو گیا اور آپ کی قبر کے آشکار ہونے کا زمینہ فراہم ہو گیا۔ [250] اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے آپ کی قبر کو آشکار کر دیا۔ [251] اس کے باوجود قبر کب آشکار ہوئی اس بارے میں کوئی معین تاریخ نہیں ہے۔ [252] بعض کا ماننا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے اولین خلیفہ عباسی سفاح (خلافت: 131 سے 136 ہ) کے دور میں [253] اور بعض نے عباسی سلسلے کا دوسرا خلیفہ منصور کے دور میں قرار دیا ہے۔ [254]

#### فضائل و مناقب

#### مولود کعبہ

علامہ امینی کے نقل کے مطابق، 16 منابع اہل سنت، 50 منابع شیعہ اور 41 شعراء نے دوسرے صدی ہجری کے بعد خانہ کعبہ میں امام علی کی ولادت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ [255] اسی طرح سے علامہ مجلسی نے 18 شیعہ منابع میں خانہ کعبہ میں آپ کی ولادت ہونے کا ذکر کیا ہے۔ [256] ان روایات کی بناء پر امام کی والدہ فاطمہ بنت اسد کنار کعبہ دعا کی اور اللہ سے چاہا کہ ان کے فرزند کی ولادت ان پر آسان ہو۔ [257] دعا کے دیوار کعبہ شگافتہ ہوئی، آپ اس کے اندر وارد ہوئیں، تین دن کعبہ میں رہنے بعد چوتھے دن کعبہ سے باہر آئیں جبکہ ان کے فرزند علی ان کی آغوش میں تھے۔ [258]

#### مسلم اول

شیعہ عقائد اور بعض علمائے اہل سنت کے مطابق حضرت علیؑ آنحضرت پر ایمان لانے والے پہلے مرد ہیں۔ [259] بعض شیعہ روایات کے مطابق، پیغمبر اکرمؐ نے امام علیؑ کا تعارف پہلے مسلمان، پہلے مومن [260] اور آپ کی تصدیق کر کے والے انسان کے عنوان سے کرایا ہے۔ [261] شیخ طوسی نے امام رضا سے ایک روایت نقل کی ہے کہ جس میں آپ نے امام علیؑ کا تعارف آنحضرت پر سب سے ایمان لانے والے کے طور پر کیا ہے۔ [262] علامہ مجلسی ایمان لانے والے افراد کا ذکر اس ترتیب سے کرتے ہیں: سب سے پہلے حضرت علیؑ، اس کے بعد حضرت خدیجہ، اس کے بعد جعفر بن ابی طالب ایمان لائے۔ [263]

بعض محققین کے مطابق اس بات پر شیعوں میں اجماع ہے کہ امام علی پہلے مسلمان مرد ہیں۔ [264] جبکہ طبری [265]، ذہبی [266] وغیرہ [267] جیسے بعض اہل سنت مورخین نے بھی بعض روایات کی ہیں جن کی بنیاد پر حضرت علی پہلے مسلمان ہیں۔ مشہور کی بناء پر اس وقت حضرت علی کی عمر دس سال تھی۔ حالانکہ بعض منابع میں ایمان لانے کے وقت ان کی عمر بارہ سال ذکر ہوئی ہے، اس لئے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر 15 سال ذکر ہوئی ہے۔ [268]

#### حدیث یوم الدار

رسول خداؐ نے مکہ میں تین سال تک مخفیانہ طور پر اسلام کی دعوت دی۔ اس کے بعد خداوند عالم کی طرف سے حکم ہوا کہ وہ علنی طور پر دعوت دیں۔ تاریخ اسلام و تفاسیر قرآن کے مصادر کے مطابق جب سنہ 3 بعثت میں آیہ انذار نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے امام کو حکم دیا کہ وہ غذا کا انتظام کریں اور فرزندان عبد المطلب کو بلائیں تا کہ وہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ تقریباً چالیس افراد جن میں ابو طالب، حمزہ و ابو لہب شامل تھے، دعوت میں آئے۔ آنحضرتؐ نے کھانے کے بعد فرمایا: اے اولاد عبد المطلب، خدا کی قسم، عربوں کے درمیان میں کسی ایسے جوان کو نہیں جانتا جو تمہارے لئے اس چیز سے بہتر لایا ہو جو میں تمہارے لئے لایا ہوں۔ میں تمہارے لئے خیر دنیا و آخرت لایا ہوں۔ پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی دعوت دوں، تم میں سے کون اس کام میں میری مدد کرے گا تا کہ وہ میرا بھائی اور وصی و جانشین بنے۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔ امام علی جو سب سے چھوٹے تھے اور ان کی عمر تیرہ یا چودہ سال تھی، نے کہا: اے رسول خدا میں آپ کی نصرت کروں گا۔ آپ نے فرمایا: یہ تمہارے درمیان میر بھائی، وصی و جانشین ہے، اس کے بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ [269]

#### شب ہجرت (لیلة المبيت)

قریش نے مسلمانوں کو آزار و اذیت کا نشانہ بنایا تو پیغمبرؐ نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کے اصحاب مرحلہ وار مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ [270] دار الندوہ میں مشرکین کا اجلاس ہوا تو قریشی سرداروں کے درمیان مختلف آرا پر بحث و مباحثہ ہونے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ ہر قبیلے کا ایک نڈر اور بہادر نوجوان اٹھے اور رسول خدا کے قتل میں شرکت کرے۔ جبرائیل نے اللہ کے حکم پر نازل ہو کر آپ کو سازش سے آگاہ کیا اور آپ کو اللہ کا یہ حکم پہنچایا کہ: آج رات اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کریں۔ پیغمبرؐ نے علیؑ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ آپ کی خواہگاہ میں آپ کے بستر پر آرام کریں۔ [271]

آیت اور اس کا شان نزول: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ اور آدمیوں ہی میں وہ بھی ہے جو اللہ کی مرضی کی طلب میں اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں پر بڑا شفیق و مہربان ہے۔ [272] مفسرین کے مطابق یہ آیت لیلة المبيت سے تعلق رکھتی ہے اور علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ [273]

#### رسول خداؐ کے ساتھ مؤاخات

رسول خداؐ نے ہجرت کے بعد مدینہ پہنچنے پر مہاجرین کے درمیان عقد اخوت برقرار کیا اور پھر مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت قائم کی اور دونوں مواقع پر علیؑ سے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو نیز اپنے اور علیؑ کے درمیان عقد اخوت جاری کیا۔ [274]

#### ردّ الشمس

یہ سنہ 7 ہجری کا واقعہ ہے جب رسول خداؐ اور علیؑ نے نماز ظہر ادا کی اور رسول خداؐ نے علیؑ کو کسی کام کی غرض سے کہیں بھیجا جبکہ علیؑ نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ جب علیؑ واپس لوٹ کر آئے تو پیغمبرؐ نے اپنا سر علیؑ کی گود میں رکھا اور سوگئے یہاں تک سورج غروب ہو گیا۔ جب رسول خداؐ جاگ اٹھے بارگاہ الہی میں دعا کی: "خدا! تیرے بندے علی نے اپنے آپ کو تیرے رسولؐ کے لئے وقف کیا، سورج کی تابش اس کی طرف لوٹا دے۔" پس علیؑ اٹھے، وضو تازہ کیا اور نماز عصر ادا کی اور سورج

سورہ توبہ کی ابتدائی آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ مشرکین کو چار مہینوں تک مہلت دی جاتی ہے کہ یکتا پرستی اور توحید کا عقیدہ قبول کریں جس کے بعد وہ مسلمانوں کے زمرے میں آئیں گے لیکن اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہیں تو انہیں جنگ کے لئے تیار ہونا پڑے گا اور انہیں جان لینا چاہئے کہ جہاں بھی پکڑے جائیں گے مارے جائیں گے۔ یہ آیات کریمہ ایسے حال میں نازل ہوئیں کہ پیغمبرؐ حج کی انجام دہی میں شرکت کا ارادہ نہیں رکھتے تھے؛ چنانچہ اللہ کے فرمان کے مطابق ان پیغامات کے ابلاغ کی ذمہ داری یا تو رسول اللہؐ خود نبھائیں یا پھر ایسا فرد یہ ذمہ داری پوری کرے جو آپؐ سے ہو، اور ان کے سوا کوئی بھی اس کام کی اہلیت نہیں رکھتا" [276]، - حضرت محمدؐ نے علیؑ کو بلوایا اور حکم دیا کہ مکہ۔ تشریف لے جائے اور عید الاضحیٰ کے دن منیٰ کے مقام پر سورہ براءت کو مشرکین تک پہنچا دیں۔ [277]

#### حدیث حق

پیغمبرؐ نے فرمایا: عَلِيُّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ۔ (ترجمہ: علی ہمیشہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ہمیشہ علی کے ساتھ ہے)۔ [278]

#### سد الابواب

صدر اسلام میں مسجد النبی کے اطراف میں موجود گھروں کے دروازے مسجد کے اندر کھلتے تھے۔ پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ کے سوا تمام گھروں کے مسجد النبی میں کھلنے والے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو رسول خدا نے فرمایا:

"مجھے علی کے گھر کے سوا تمام گھروں کے دروازے بند کرنے کا حکم تھا لیکن اس بارے میں بہت سی باتیں ہوئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے کوئی دروازہ بند نہیں کیا اور نہیں کھولا مگر یہ کہ ایسا کرنے کا مجھے حکم ہوا اور میں نے بھی اطاعت کی۔ [279]

#### جمع آوری قرآن

علمائے شیعہ و اہل سنت کا ماننا ہے کہ آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد حضرت علیؑ نے آپ کے حکم کے مطابق قرآن کریم کی جمع آوری و تدوین کا کام شروع کیا۔ یہی سبب ہے کہ ایک روایت میں ذکر ہوا ہے کہ آپ نے قسم کھائی کہ جب تک قرآن کی جمع آوری نہیں کر لیتا، عبا دوش پر نہیں ڈالوں گا۔ اسی طرح سے نقل ہوا ہے کہ امام علیؑ نے رحلت پیغمبرؐ کے بعد 6 ماہ کی مدت میں قرآن مجید کو جمع کیا۔ سب سے پہلے قرآن کی تدوین کرنے والے حضرت علیؑ ہیں۔

#### مبداء تاریخ اسلام

امام علی کے مشورہ پر حضرت عمر نے آنحضرتؐ کی مکہ سے مدینہ ہجرت کی تاریخ کو اسلامی تاریخ کا مبداء قرار دیا۔

#### قرآن میں امام علی کے فضائل

حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب میں نازل ہونے والی آیات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ 300 سے زیادہ آیات حضرت علی کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ [280] یہاں پر ان میں سے بعض کا ذکر کیا جا رہا ہے:

#### آیت مباہلہ

سنہ 10 ہجری میں روز مباہلہ طے یہ پایا تھا کہ مسلمان اور نجران کے عیسائی ایک دوسرے پر لعنت کریں، تا کہ خدا جھوٹی

جماعت پر عذاب نازل کرے۔ اسی مقصد سے رسول خداؐ علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو لے کر صحرا میں نکلے۔ عیسائیوں نے جب دیکھا کہ آپ اس قدر مطمئن ہیں کہ صرف قریب ترین افراد خاندان کو ساتھ لائے ہیں، تو خوفزدہ ہوئے اور جزیہ کی ادائیگی قبول کرلی۔ آیہ مباہلہ میں حضرت علی کو نفس پیغمبر کہا گیا ہے۔ [281]

آیت تطہیر

شیعہ علماء کی عمومی رائے یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ زوجہٗ رسولؐ ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی اور نزول کے وقت رسول اللہؐ کے علاوہ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنینؑ بھی موجود تھے۔ آیت نازل ہونے کے بعد رسول خداؐ نے چادر کساء کو جس پر آپ بیٹھے تھے، اٹھا کر اصحاب کساء یعنی اپنے آپ، علی، فاطمہ اور حسنین کے اوپر ڈال دیا اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور عرض کیا: خداوند! یہ میرے اہل بیت ہیں، انہیں ہر پلیدی سے پاک رکھ۔ [282]

آیت مودت

اس آیہ کریمہ میں مودت و محبت القربی کو اجر رسالت کے عنوان سے مسلمانوں پر واجب کیا گیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت کی رو سے جن لوگوں کی مودت واجب ہوئی ہے، وہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: علی، فاطمہ، حسن اور حسین اور یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ دہرایا۔ [283]

دیگر فضائل

سرچشمہ علوم

مسلمان علماء کے مطابق، امام علیؑ بہت سے علوم مبتکر اور سرچشمہ ہیں۔ ساتویں صدی ہجری کے اہل سنت عالم ابن ابی الحدید کا ماننا ہے کہ امام تمام فضائل کی بنیاد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فرقہ، ہر گروہ خود کو ان سے منتسب کرتا ہے۔ [284] اور ان کے و ان کے چاہنے والوں کے خلاف نہایت بد گوئی و دشمنی کے باوجود ان کے نام میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ [285] اسی طرح سے ابن ابی الحدید کا ماننا ہے کہ علم کلام، فقہ، تفسیر [286] و قرائت، ادبیات عرب و فصاحت و بلاغت [287] جیسے علوم کا سرچشمہ آپؐ کی ذات ہے۔ [288] ابن ابی الحدید کے بقول: الہیات کے تفصیلی بیان کا منشاء بھی حضرت امیرؑ ہیں اور محمد بن حنفیہ کے واسطہ سے تمام معتزلہ ان کے شاگرد ہیں اور اشاعرہ، امامیہ و زیدیہ کا معاملہ بھی ہے۔ [289] فقہ میں بھی احمد بن حنبل، مالک بن انس، شافعی و ابو حنیفہ بھی با واسطہ ان کے شاگرد ہیں۔ [290] قرائت میں بھی ان کے شاگرد ابو عبد الرحمن سلمی کے واسطہ سے قاریوں کی قرائت کی سند امام تک منتہی ہوتی ہے۔ [291] اور انہیں علم نحو کا واضع بھی مانتے ہیں کیونکہ اس علم کے قواعد ان کے شاگرد ابو الاسود دؤلی نے دوسروں تک منتقل کئے ہیں۔ [292]

سلسلہ صوفیان

تقریباً اکثر سلسلہ تصوف اسلامی اپنا سلسلہ حضرت امیر المومنینؑ سے منسوب کرتے ہیں۔ نصر اللہ پور جوادی دانش نامہ جہان اسلام میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ احمد غزالی (متوفی 520 ھ) تصوف کے سلسلوں کے وجود میں آنے میں موثر تھے اور بہت سے سلسلوں نے اپنی نسبت ان کی طرف دی ہے۔ ان سلسلہ سازوں (چونکہ اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے) کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ایک شجرہ نسب تلاش کریں اور اپنے سلسلہ کو صحابہ و آنحضرتؐ تک پہنچا دیں۔ [293] دانش نامہ جہان اسلام میں شہرام پازوکی کے بقول، تمام صوفی سلسلہ اپنے مشایخ کے تمام اجازت ناموں (بشمول اجازہ ارشاد و تربیت) کے سلسلہ کو پیغمبر اکرمؐ سے متصل کرتے ہیں اور اس سلسلہ کو زیادہ تر حضرت علیؑ کے ذریعہ سے آنحضرتؐ تک

پہچاتے ہیں۔ [294] ابن ابی الحدید کے مطابق، خرقہ جو صوفیہ شعار ہے، وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ [295]

امامت اور امامت ائمہ اثنا عشر

دانش نامہ امام علی میں سید کاظم نژاد طباطبائی کے بقول، امام علی کی ولایت پر تصریح اور نص اس قدر زیادہ اور روشن ہے کہ اس میں کسی تردید کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے اور اس سلسلہ میں اقوال پیغمبر کی تحقیق اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ آنحضرتؐ کی سب سے بڑی فکر اپنے بعد امامت و رہبری کا مسئلہ تھا۔ [296] اس سلسلہ میں آپ کے اقدامات کی ابتداء دعوت ذوالعشیرہ سے ہوتی ہے جس میں آنحضرت نے امام کو اپنے بعد [297] اپنے جانشین و خلیفہ کے طور پر متعارف کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنے آخری سفر حج سے واپسی میں 18 ذی الحجہ میں غدیر خم کے مقام پر [298] اور اسی طرح سے اپنی عمر کے آخری لمحات میں جب آپ نے قلم و کاغذ طلب کیا تا کہ وہ وصیت لکھ دیں اور ان کے بعد مسلمان گمراہ نہ ہوں، [299] تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔

دلائل امامت حضرت علیؑ کبھی صراحت کے ساتھ آنحضرت کے بعد آپ کی امامت و ولایت کی حکایت کرتے ہیں اور کبھی امامت و ولایت کی طرف اشارہ کے بغیر آپ کے فضائل کو آشکار کرتے ہیں۔ نوع اول کے بعض دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

آیہ ولایت: مفسرین اس کے شان نزول کے سلسلہ میں امام علی کے انگوٹھی دینے کے واقعہ کو ذکر کرتے ہیں۔ جس میں آپ نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی ایک سائل کو بخش دی۔ [300] آیہ تبلیغ و آیہ اکمال جو واقعہ غدیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کے بعد آنحضرت نے لوگوں کے لئے حدیث غدیر بیان کی۔ حدیث غدیر؛ امامت امیر المومنین کے مہم ترین دلائل میں سے ہے۔ واقعہ غدیر پیغمبر اکرم کی عمر کے آخری سال میں پیش آیا اور لوگوں نے امام علی کو ان کے خلیفہ بنائے جانے پر مبارک باد پیش کی۔

بعض آیات و روایات جنہیں امام علی کی امامت و ولایت کے لئے دلیل سمجھا جاتا ہے، حالانکہ ان میں صراحت کے ساتھ آپ کی امامت کی طرف نہیں کیا گیا ہے اور آپ کے فضائل میں شمار کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: آیہ تطہیر، آیہ مباہلہ، آیہ صادقین، آیہ خیر البریہ، آیہ اہل ذکر، آیہ شراء، آیہ نجوا، آیہ صالح المؤمنین، حدیث ثقلین، حدیث مدینۃ العلم، حدیث رایت، حدیث کسا، حدیث وصایت، حدیث یوم الدار، حدیث طیر، حدیث مؤاخاة۔ [301] حدیث منزلت، حدیث ولایت، حدیث سفینہ، حدیث سد الابواب۔

اقوال اور آثار

حضرت علیؑ کی حیات سے ہی لوگوں نے آپ کے اقوال، خطبات و بعض اشعار کو حفظ اور انہیں سینہ بہ سینہ نقل کیا۔ جنہیں بعد میں بعض شیعہ و اہل سنت علماء نے جمع کیا اور ان اقوال کے مجموعے کتاب کی شکل میں شائع ہوئے۔

نہج البلاغہ

امام علیؑ کے خطبات، مکتوبات و اقوال پر مشتمل مشہور کتاب ہے۔ اس کے مولف سید رضی چوتھی صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں۔ نہج البلاغہ قرآن کے بعد شیعوں کا مقدس ترین دینی متن اور عرب دنیا کا نمایاں ترین ادبی شہ پارہ ہے۔ یہ کتاب تین حصوں میں مرتب کی گئی ہے: خطبات، خطوط اور مختصر کلمات یا کلمات قصار جو امیرالمؤمنینؑ نے مختلف مواقع پر بیان یا مختلف افراد کے نام تحریر کئے ہیں:

خطبات میں 239 خطبے شامل ہیں۔

خطوط کے حصے میں آپ کے 79 خطوط و مراسلات شامل ہیں اور تقریباً تمام خطوط دوران خلافت تحریر ہوئے ہیں۔

کلمات قصار یا قصار الحکم یا مختصر کلمات میں 480 اقوال شامل ہیں۔

نہج البلاغہ پر متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں شرح ابن میثم بجرانی، شرح ابن ابی الحدید معتزلی، شرح شیخ محمد عبدہ، شرح علامہ محمد تقی جعفری، حسین علی منتظری کے درس ہائی از نہج البلاغہ، شرح فخر رازی، قطب الدین راوندی کی منہاج البراعہ اور محمد باقر نواب لایبجانی کی شرح نہج البلاغہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ [302] اس بات کے پیش نظر کہ نہج البلاغہ امام کے اقوال کا منتخب مجموعہ ہے۔ اس میں تمام اقوال شامل نہیں ہیں لہذا بعض محققین نے آپ کے تمام اقوال کو جمع کرنے کی کوشش ہے۔ اصطلاحاً ان کتابوں کو مستدرکات نہج البلاغہ کہا جاتا ہے۔

عُرِّرَ الْجَمْعُ وَ دُرِّرَ الْكَلِمُ

غرر الحکم و درر الکلم کو پانچویں صدی ہجری کے عالم عبدالواحد بن محمد تمیمی نے تالیف کیا ہے۔ غرر الحکم میں تقریباً دس ہزار سات سو ساٹھ (10760) اقوال امام علیؑ سے منقول ہیں جو الف باء کی ترتیب سے اعتقادی، عبادی، سیاسی، معاشی اور سماجی مختلف موضوعات کے اعتبار سے تقسیم کئے گئے ہیں۔ [303]

دستور معالم الجکم و ماثور مکارم الشیم

دستور معالم الحکم و ماثور مکارم الشیم، کو محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی بن حکمون مغربی شافعی معروف بہ قاضی القضاعی نے تالیف کیا ہے جو پانچویں صدی ہجری کے شافعی علماء میں سے ہیں۔ وہ اہل حدیث کے ہاں بھی صاحب اعتبار ہیں گو کہ بعض لوگوں نے ان کو شیعہ ذکر کیا ہے۔ [304]

کتاب "دستور معالم الحکم" نو ابواب میں مرتب کی گئی ہے: حضرت علیؑ کے مفید اقوال و حکم، دنیا کی مذمت، دنیا کی طرف بے رغبتی، مواعظ، وصیتیں اور نوابی (نہی)، سوالات کے جوابات، کلام غریب، نادر کلام، دعا و مناجات اور ایک منظوم کلام جو امامؑ سے ہم تک پہنچا ہے۔ [305]

بعض دیگر تالیفات جن میں کلام امام علیؑ کو اکٹھا کیا گیا ہے:

نثر الالٰی تالیف: ابو علی فضل بن حسن طبرسی۔

مطلوب کل طالب من کلام امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام، انتخاب: جاحظ، شرح: رشید وطواط۔

قلائد الحکم و فرائد الکلم تالیف: قاضی ابو یوسف یعقوب بن سلیمان اسفرائینی۔

امثال الامام علی بن ابیطالب، یہ نصر بن مزاحم کی کتاب الصنفین میں منقولہ امام علیؑ کے خطوط و کلمات کا مجموعہ۔

دیوان اشعار

امام علی علیہ السلام سے منسوب اشعار میں دیوان میں جمع کئے گئے ہیں۔ جو بارہا مختلف ناشرین کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ [306]

آپ کے مکتوبات

شیعہ منابع و بعض اہل سنت مصادر میں آپ کے مندرجہ ذیل نوشتہ جات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

جَفَر و جامعہ

جفر و جامعہ، دو کتابوں کے نام ہیں جنہیں رسول اکرمؐ نے املا فرمایا اور امامؑ نے تحریر کیا ہے۔ [307] یہ دونوں کتابیں ودایع امامت و علم امام کے منابع میں ہوتی ہیں۔ [308] کتاب جفر میں مستقبل میں قیامت تک پیش آنے والے مطالب ذکر ہوئے ہیں۔ [309] امام موسیٰ کاظمؑ کی روایت کے مطابق، نبی و وصی کے سوا کوئی اس کتاب کو پڑھ نہیں سکتا ہے۔ اس کا مطالعہ اوصیاء کے امتیازات میں شمار ہوتا ہے۔ [310] کتاب جامعہ میں بھی ماضی سے مستقبل میں قیامت تک پیش آنے والے واقعات ذکر ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے اس میں تمام آیات کی تاویل، تمام انبیاء کے اوصیاء کے اسماء، ان کے ساتھ پیش آنے والے حالات موجود ہیں۔ کتاب جامعہ کا بعض افراد نے مشاہدہ کیا ہے۔ [311]

مصحف علی یا مصحف امامؑ، قرآن کا پہلا جمع شدہ نسخہ ہے جسے رسول خداؐ کی رحلت کے بعد امام نے جمع کیا گیا۔ [312] یہ مصحف اس وقت دسترسی میں نہیں ہے اور روایات کے مطابق، یہ امام علی کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ ہے جو سوروں کی ترتیب نزول کے اعتبار سے مرتب ہوا ہے۔ بعض روایات کے مطابق، اس کے حاشیے میں آیات کے شان نزول و ناسخ و منسوخ کو ذکر کیا گیا ہے۔ [313] شیعہ عقاید کے مطابق یہ مصحف ائمہ معصومینؑ کے پاس موجود تھا اور اب امام زمانہ (عج) کے پاس ہے۔ [314]

#### مصحف فاطمہؑ

مصحف فاطمہ اس کتاب کا نام ہے جس کے مطالب فرشتہ الہی نے حضرت فاطمہ زہرا (س) کے لئے بیان کئے اور حضرت علیؑ نے اسے تحریر کیا ہے۔ [315] یہ کتاب جنت میں پیغمبر اکرمؐ کے مقام اور مستقبل کے واقعات جیسے مطالب پر مشتمل ہے۔ [316] یہ کتاب بھی شیعہ ائمہ معصومینؑ کے ہاتھوں میں تھیں اور ایک امام سے دوسرے امام تک منتقل ہوتی رہی ہے اور ان کے علاوہ کسی کی دسترسی نہ اس کتاب تک تھی نہ ہے۔ یہ کتاب اس وقت امام زمانہ (عج) کے پاس موجود ہے۔ [317]

#### اصحاب

سلمان فارسی: رسول اللہؐ اور امام علیؑ کے سب سے برتر اور نمایاں صحابی ہیں۔ معصومین سے ان کے بارے میں بہت زیادہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔ [318] من جملہ رسول خداؐ نے فرمایا: سلمان ہم اہل بیت سے ہیں۔ [319] ابوذر غفاری: ابوذر غفاری معروف بنام ابوذر غفاری رسول اللہؐ پر ایمان لانے والے چوتھے فرد ہیں۔ [320] ابوذر رسول اللہؐ کے وصال کے بعد امامؑ کے حامی تھے اور ان چند افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے ابوبکر کی بیعت سے امتناع و اجتناب کیا۔ [321] مقداد بن عمرو: مقداد بن اسود کندی کے نام سے مشہور ہیں اور ان سات افراد میں سے ایک ہیں جو رسول اللہؐ کی بعثت کے ابتدائی ایام میں ایمان لائے اور مسلمان ہوئے۔ رسول اللہؐ کے وصال کے بعد مقداد بھی ابوبکر کی بیعت سے انکار کرنے والوں میں ایک تھے اور امامؑ کی 25 سالہ گوشہ نشینی کے ایام میں ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ [322] عمار یاسر: عمار یاسر اولین شہدائے اسلام یاسر اور سمیہ کے بیٹے ہیں۔ وہ رسول اللہؐ پر ایمان لانے والے پہلے مسلمانوں میں سے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی پہلی ہجرت یعنی ہجرت حبشہ میں حبشہ نامی افریقی ملک میں ہجرت کر گئے اور رسول اللہؐ کی ہجرت مدینہ کے بعد، مدینہ میں آپ سے آملے۔ وہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد بدستور اہل بیت اور امامؑ کے دفاع میں استوار رہے۔ عمر بن خطاب کی خلافت کے ایام میں کچھ عرصے تک کوفہ کے امیر رہے لیکن چونکہ عادل انسان تھے اور سادہ زندگی گزارنے کے قائل تھے، کچھ لوگوں نے ان کی برطرفی کے اسباب فراہم کئے جس کے بعد وہ مدینہ واپس آگئے اور علیؑ کے ساتھ رہے اور آپ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ [323]

مالک اشتر نخعی: مالک بن حارث عبد یغوث نخعی معروف بہ مالک اشتر، یمن میں پیدا ہوئے۔ مالک اشتر نے سب سے پہلے امام علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وہ جنگ جمل، جنگ صفین و جنگ نہروان میں امام علیؑ کے سپہ سالار تھے۔ [324] ابن عباس: عبد اللہ بن عباس پیغمبرؐ اور امام علیؑ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ انہوں نے رسول اللہؐ سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں۔ [325] ابن عباس خلفاء کے دور میں ہمیشہ علیؑ کو لائق خلافت سمجھتے تھے اور امام علیؑ کی خلافت کے دوران جنگ جمل، جنگ صفین و جنگ نہروان میں امامؑ کی مدد کو آئے اور امامؑ کی طرف سے بصرہ کے والی تھے۔ [326] ابو الہیثم بن تیہان: انصار کے ان افراد میں سے ہیں جو رسول خداؐ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ [327] ابو الہیثم ان بارہ افراد میں سے تھے جنہوں نے ابوبکر کے زمانہ میں امام علیؑ کی خلافت کے برحق ہونے اور اس بات کی کہ آنحضرتؐ نے انہیں اپنا جانشین منتخب کیا تھا، شہادت دی۔ [328] وہ جنگ صفین میں عمار یاسر کی شہادت کے بعد شہید ہوئے۔ [329] ان کا شمار ان افراد میں سے ہے جن کی شہادت پر آپ نے افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا: این عمار؟ این ابو الہیثم؟ .... [330] صعصعہ بن صوحان: صعصعہ بن صوحان عبدی امام علیؑ کے اصحاب میں شامل ہیں۔ انہوں نے امام علیؑ کی تمام جنگوں میں شرکت کی۔ [331]

وہ ان اولین افراد میں شامل ہیں جنہوں نے امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی۔[332]

کمیل بن زیاد: کمیل بن زیاد نخعی اصحاب رسولؐ کے تابعین میں شامل ہیں اور ان کا شمار امام علیؑ اور امام حسنؑ کے اصحاب خاص میں ہوتا ہے۔[333] وہ ان شیعان آل رسولؐ میں سے ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں آپ کی بیعت کی اور امام علیؑ کی جنگوں میں آپ کے دشمنوں کے خلاف لڑے۔[334]

محمد بن ابی بکر: خلیفہ اول کے فرزند تھے۔ سنہ 10 ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ وہ امامؑ کے اصحاب خاص میں شمار ہوتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ سابقہ خلفاء نے امام علیؑ کا حق پامال کیا ہے اور کہتے تھے کہ کوئی بھی خلافت کا منصب سنبھالنے کے سلسلے میں امام علیؑ سے زیادہ اہل نہیں ہے۔[335] محمد نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں امام علیؑ کا ساتھ دیا۔ وہ رمضان سنہ 36 ہجری کو مصر کے حاکم مقرر ہوئے اور صفر سنہ 38 ہجری کو معاویہ کی سپاہ کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔[336]

میثم تمار: میثم تمار آسدی کوفی امام علیؑ اور حسنینؑ کے اصحاب خاص میں شامل ہیں۔ وہ شرطۃ الخمیس کے رکن تھے۔ یہ وہ جماعت تھی جس کے اراکین نے امام علیؑ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ زندگی کے آخری لمحے تک آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔[337]

#### حوالہ جات

1. مفید، الارشاد، ۱۵:۱۔
2. ابن اثیر، اسد الغابہ، ج 1، ص 15۔
3. مفید، ارشاد، ج 1، ص 2۔
4. مجلسی، ج 19، ص 57۔
5. قنوات، دانشنامہ امام علیؑ، ۸: ۶۸۔
6. مصاحب، دایرة المعارف فارسی، ۲: ۱۷۶۰۔
7. شیخ مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۱، ص ۵۔
8. مرعشی نجفی، موسوعة الإمامة، ۱۴۳۰ق، ج ۶، ص ۱۹۷ و ۱۹۸؛ محمدی ری شہری، دانشنامہ امیرالمؤمنین ع، ۱۳۸۹ش، ج ۱۴، ص ۳۰۸۔
9. ابن شہر آشوب، ج 3، ص 321-334۔
10. مجلسی، بحار الانوار، ج ۳۷، ص ۳۳۲؛ حر عاملی، وسائل الشیعة، ج ۱۲، ص ۶۰۰۔
11. امین، سیرہ معصومان، ج ۲، ص ۱۳۔
12. طوسی، الأمالی، ص ۲۹۳۔
13. ر ک: مستدرک الوسائل ج : 18 ص : 152۔
14. ابن قتیبہ، المعارف، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1407ق/1987ء، ص 121۔
15. ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج 1، ص 21۔
16. نسائی، السنن الکبری، ۵: ۱۰۷؛ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ۱۵:۱؛ آیتی، تاریخ پیامبر اسلام، ۶۵؛ ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ۳۰:۱۔
17. مفید، الارشاد، ۲:۱۔
18. مفید، الارشاد، ج 1، ص 5 (کتب خانہ اہل بیتؑ میں موجود سی ڈی، نسخہ دوئم)۔
19. امینی، ج 6، ص 21-23۔
20. ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱: ۱۶۲۔
21. شہیدی، ترجمہ نہج البلاغہ، ۲۲۲۔
22. مصاحب، دایرة المعارف فارسی، ۲: ۱۷۶۰۔ شہیدی، دانشنامہ امام علیؑ، ۸: ۱۳۔

23. معادي خواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ٦٤، مصاحب، دايرة المعارف فارسي، ١٧٦٠:٢ -
24. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ٨٠ -
25. شهيدى، دانشنامه امام علي، ١٢:٨ -
26. قنوت، دانشنامه امام علي، ٩٩:٨ -
27. شهيدى، دانشنامه امام علي، ١٢:٨ ؛
28. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ١٥٥-١٥٨؛ مصاحب، دايرة المعارف فارسي، ١٧٦٠:٢ -
29. رجبى، دانشنامه امام علي، ١٦١:٨ -
30. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ١٨٨ -
31. عاملى، الصحيح، ٦٠:٥ ؛ قنوت، دانشنامه امام علي، ١٦٦:٨ ؛ شهيدى، دانشنامه امام علي، ١٦:٨ -
32. ابو الفرج اصفهاني، مقاتل الطالبين، ٥٩ -
33. طبرى، تاريخ طبرى، ٤١٠:٢ -
34. ابن سعد، طبقات الكبرى، ١٦:٨ ؛ قزويني، فاطمة الزهراء، ١٩٢ -
35. ابن شهر آشوب، مناقب آل ابي طالب، ٣٥٠:٣ -
36. شهيدى، دانشنامه امام علي، ١٦:٨ -
37. شهيدى، دانشنامه امام علي، ١٢:٨ -
38. مصاحب، دايرة المعارف فارسي، ١٧٦٠:٢ -
39. طبرى، تاريخ طبرى، ١٠٢٧:٣ ؛ كليني، كافي، ١١٠؛ ابن اثير، الكامل فى التاريخ، ١٠٧:٢ -
40. كليني، كافي، ٤٦١:١ ؛ طبرى، تاريخ طبرى، ٥٣٧:٢ ؛ مفيد، الارشاد، ٥:٢ -
41. اين جوزى، تذكرة الخواص، ٦ -
42. يعقوبى، تاريخ يعقوبى، ٢٤٦:٢ ؛ دولابى، الذرية الطاهرة، ١٠٢؛ طبرى، تاريخ طبرى، ٥٥٥:٢ ؛ مفيد، الارشاد، ٢٧:٢ -
43. ابن هشام، السيرة النبوية، ٢٢٢:٣ ؛ طبرى، تاريخ طبرى، ٥٦٢:٢ -
44. واقدى، المغازى، ٢٤١-٢٤٠:٢ ؛ ابن هشام، السيرة النبوية، ٢٣٢-٢٣٣:٣ ؛ طبرى، تاريخ طبرى، ٦٤٣-٥٤٢:٢ ؛ مفيد، الارشاد، ٩٨-١٠٩؛ طبرى، اعلام الورى، ٣٨٢-٣٤٩:١ -
45. ابن اثير، اسد الغابة، ١٣٢:٦ ؛ كحاله، اعلام النساء، ٩١:٢ -
46. ابن هشام، السيرة النبوية، ٤٤٦:٢ -
47. ذهبى، اعلام النبلاء، ٥٠٠:٣ ؛ دجيل، اعلام النساء، ٢٣٨ -
48. طبرى، تاريخ طبرى، ٦٤٢:٢ -
49. ابن هشام، السيرة النبوية، ٣٣٢-٣٥٥ ؛ ابن حبيب، كتاب المحبر، ١١٥ -
50. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ٦٧٤ -
51. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ٦٧٨ -
52. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ٧٨٩ -
53. ابن طاووس، الطرائف، ٨٠:١ -
54. مفيد، الارشاد، ١٥٦:١ ؛ ابن هشام، السيرة النبوية، ١٦٣:٢ -
55. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر بعثت)، ٩٢٦ -
56. ابن حنبل، مسند، ٢٧٧:١ ؛ ابن حنبل، مسند، ٤١٧:٣ ؛ ابن حنبل، مسند، ٥١٣:٧ ؛ بخارى، صحيح بخارى، ١٢٩:٥ ؛ مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، ١٨٧١:٢-١٨٧٠ ؛ ترمذى، سنن ترمذى، ٦٤١:٥-٦٤٠، ٦٣٨ ؛ نسائى، سنن نسائى، ٦١-٥٠؛ حاكم نيشابورى، المستدرک، ١٣٣:٣-١٣٤ ؛ طبرى، الرياض النضرة، ١١٧-١١٩ ؛ ابن كثير، البداية و النهاية، ٧-٨ ؛ هيثمى، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ١١٠:٩ ؛ عيني، عمدة القارى، ٣٠١:١٦ ؛ سيوطى، تاريخ الخلفاء، ١٦٨؛ سيوطى، الدر المنثور، ٢٩١:٣، ٢٣٦ ؛ متقى، كنز العمال، ١٧١:١٣-١٧٢، ١٦٣ ؛ مير حامد حسين، عباقات الانوار، ٢٩:٥٩ ؛ شرف الدين، المراجعات، ١٣٠؛ حسيني ميلانى، نفحات الازهار، ١٨:

57. رجبی، دانشنامه امام علی، ٢٠٩:٨ -
58. شهیدی، دانشنامه امام علی، ٢١١:٨ -
59. ابن شهر آشوب، مناقب، ١٤٤:٣ -
60. مکارم شیرازی، تفسیر نمونه، ٥٨٢:٢؛ رجبی، دانشنامه امام علی، ٢١٣:٨ -
61. عاملی، سیره النبی، ٣١٩:٤ -
62. طبری، تاریخ طبری، ١٤٨:٣؛ ابن سعد، طبقات الکبری، ١٣١:٢؛ واقدی، المغازی، ١٠٨٩:٣ -
63. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٧ -
64. عیاشی، کتاب التفسیر، ٤:١ -
65. شهیدی، دانشنامه امام علی، ٢١:٨ -
66. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٨٥ -
67. مجلسی، بحار الانوار، ج ٢٨، ص ٢٩٩؛ مجلسی، مرآة العقول، ج ٥، ص ٣٢٠ -
68. دینوری، الامامة والسياسة، ٢٩٠:٣ - مسعودی، مروج الذهب، ٦٤٦:١. طبری، تاریخ طبری، ج ٤، ص ١٣٣٠؛ بلاذری، انساب الاشراف، ج ١، ص ٥٨٦ - ٥٨٧ -
69. شیخ مفید، الفصول المختارة، ص ٤٠ و ٥٦ به بعد -
70. فاطمی، دانشنامه امام علی، ٢٠٤:٨ -
71. جوهری بصری، السقیفة و فدک، ١٤١٣ق، ص ٧٢ و ٧٣ -
72. طبرسی، الاحتجاج، ١٣٨٦ق، ج ١، ص ١٠٩ -
73. استادی، دانشنامه امام علی، ٣٦٦:٨ -
74. مجلسی، بحار الانوار، دار الرضا، ج ٢٩، ص ١٢٤ -
75. طبری امامی، دلائل الامامة، ١٤١٣ق، ص ١٣٤ -
76. یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ١٣٧٩ق، ج ٢، ص ١٣٦-١٣٨؛ طبری، تاریخ الامم و الملوك، ١٣٨٧ق، ج ٣، ص ٤١٩-٤٢٠؛ ابن حبان، کتاب الثقات، ١٣٩٣ق، ج ٢، ص ١٩١، ١٩٤ -
77. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٣٣١ و ٣٣٢ -
78. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٣٧٩ -
79. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٤٤١ -
80. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٣٤٨ -
81. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٤٥٣ -
82. یعقوبی، تاریخ یعقوبی، دار صادر، ج ٢، ص ١٤٥ -
83. مسعودی، مروج الذهب، ٣٠٠:٤؛ -
84. بلاذری، ص ١٣٩ -
85. طبری، ج ٥، ص ٢٥١٩-٢٥٢٠ -
86. معادی خواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٤٧٥-٤٧٦ -
87. نویری، نهاییه الارب، ١٢٢٣ق، ج ١٩، ص ٣٢٤ -
88. کلینی، الکافی، ١٣٦٣ش، ج ٥، ص ٣٢٦؛ طوسی، تهذیب الاحکام، ١٣٦٢ش، ج ٨، ص ١٦١؛ طبرسی، اعلام الوری، ١٢١٤ق، ج ١، ص ٣٩٤؛ مفید، المسائل العکبری، ١٢١٢ق، ص ٦٠؛ بلاذری، انساب الاشراف، ١٢٢٠ق، ص ١٨٩ -
89. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٤٩٦ -
90. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٥١٣ -
91. معادیخواه، تاریخ اسلام (گسترش قلمرو خلافت اسلامی)، ٥٤٠ -

92. ابن سعد، الطبقات الكبرى، ١٤١٠ق، ج٣، ص٣٤٤.
93. سيوطي، تاريخ الخلفاء، ١٤١٣ق، ص١٢٩.
94. ابن اثير، الكامل في التاريخ، ١٣٨٦ق، ج٣، ص٧١.
95. دينوري، الامامة والسياسة، ١: ٤٤-٤٦ .
96. زركلي، الاعلام، ٤، ٢١٠.
97. ابن عبد البر، الاستيعاب، ٣، ١٠٤٤.
98. معاديخواه، تاريخ اسلام (روزگار عثمان)، ١٤٦.
99. معرفت، التمهيد، ١٤١٢ق، ج١، ص٣٤٣-٣٤٦.
100. معرفت، التمهيد، ١٤١٢ق، ج١، ص٣٣٨ و٣٣٩.
101. معرفت، التمهيد، ١٤١٢ق، ج١، ص٣٤١.
102. معاديخواه، تاريخ اسلام (روزگار عثمان)، ٥١٥.
103. زجاجي كاشاني، سقاي كربلا، ١٣٧٩ش، ص٨٩-٩٠؛ امين، اعيان الشيعة، ١٤٠٦ق، ج٧، ص٤٢٩.
104. دينوري، امامت و سياست، ٦١.
105. دينوري، امامت و سياست، ٥٨-٥٧.
106. معاديخواه، تاريخ اسلام (روزگار عثمان)، ٧٧٣.
107. دينوري، امامت و سياست، ٥٨-٥٧، ٦٤.
108. ابن عبد البر، الاستيعاب، -.
109. نك: ابن مزاحم، وقعة صفين/ترجمه، ص: ٢٤١.
110. ملكي ميانجي، دانشنامه امام علي، ٩: ٢٩٠ .
111. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر علوي)، ١: ٥٨ .
112. جودكي، دانشنامه امام علي، ٩: ص١٥-١٦.
113. ملكي ميانجي، دانشنامه امام علي، ٩: ٢٩٠ .
114. ملكي ميانجي، دانشنامه امام علي، ٩: ٥٣ .
115. ملكي ميانجي، دانشنامه امام علي، ٩: ٥٢ .
116. ملكي ميانجي، دانشنامه امام علي، ٩: ٦٢ .
117. ملكي ميانجي، دانشنامه امام علي، ٩: ٦٦ .
118. طباطبائي، شيعه در اسلام، ١٣٨٨ش، ص٢٢.
119. دلشاد تهراني، سوداي پيمان شكنان، ١٣٩٤ش، ص١٤.
120. بلاذري، جمل من أنساب الأشراف، ١٤١٧ش، ج٣، ص٤١؛ حموي، معجم البلدان، ١٩٩٥م، ذيل كلمه «خُرَيْبَة»؛ سمعاني، الأنساب، ١٤٠٠ق، ج١٢، ص١٨٠.
121. دينوري، اخبار الطوال، ١٥٠.
122. طبري، تاريخ الامم و الملوك، ١٩٧٠م، ج٤، ص٥١١.
123. مسعودي، مروج الذهب، ٢: ٣٧٠ .
124. ملكي ميانجي، دانشنامه امام علي، ٩: صص ١٣-١٢.
125. دينوري، اخبار الطوال، ١٥٤.
126. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر علوي)، ١: ٢٣٦-٢٣٣ .
127. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر علوي)، ٢: ٩١ .
128. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر علوي)، ١: ١٩٤ .
129. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر علوي)، ١: ١٩٧-١٩٤ .

130. معاديخواه، تاريخ اسلام (عصر علوي)، ٢١٢:١-٢١١ -
131. جعفري، دانشنامه امام علي، ٢١٣:٩-٢١٣ -
132. جعفري، دانشنامه امام علي، ٢١١:٩-٢١٠ -
133. جعفري، دانشنامه امام علي، ٢١٦:٩-٢١١ -
134. جعفري، دانشنامه امام علي، ٢١٦:٩-٢١٦ -
135. بلاذري، انساب الأشراف، ج ٢، ص ٣٤٩ -
136. جعفري، دانشنامه امام علي، ٢١٦:٩-٢١٦ -
137. بلاذري، انساب الأشراف، ج ٢، ص ٣٥٩ -
138. بلاذري، انساب الأشراف، ج ٢، ص ٣٤٩ -
139. امين، اعيان الشيعة، ٥١١:١ -
140. نگاه كريس: ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغة، ١٣٨٥ق، ج ٢، ص ٢٥٦ -
141. نگاه كنيد به: ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغة، ١٣٨٥ق، ج ٢، ص ٢٥٦ -
142. نصر بن مزاحم، وقعة صفين، ١٤٠٤ق، ص ٤٨٤؛ ابن قتيبة الدينوري، الامامة و السياسة، ج ١، ص ١٠٤؛ بلاذري، انساب الأشراف، ج ٣، ص ١١٠ -
143. سبحاني، بحوث في الملل و النحل، ج ٥، ص ٧٥ -
144. نصر بن مزاحم، وقعة صفين، ١٤٠٤ق، ص ٤٨٤؛ بلاذري، انساب الأشراف، ج ٣، ص ١١١-١١٢ -
145. بلاذري، انساب الاشراف، ج ٢، ص ٣٥٢ -
146. بلاذري، انساب الاشراف، ج ٢، ص ٣٧٠ -
147. دينوري، اخبار الطوال، ٢١٠ -
148. بلاذري، انساب الاشراف، ج ٢، ص ٣٧٣-٣٧٥ -
149. المفيد، الارشاد، ج ١، ص ٩ (نسخه موجود در لوح فشرده كتابخانه اهل بيت، نسخه دوم) -
150. المفيد، الارشاد، ص 5 (كتب خانه اهل بيت ميں موجود سي ڈي، نسخه دوم) -
151. مجلسي، بحار الانوار 43/124. دلائل الإمامه، محمد بن جرير بن رستم طبري، ناشر: بعثت، مكان نشر: قم، سال چاپ: 1413 ق، نوبت چاپ: اول. فضائل فاطمه بنت رسول الله صلى الله عليه و سلم ج 1 ص 47 مؤلف: أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أيوب بن أزداد البغدادي المعروف بابن شاه ين (المتوفى: 385 هـ)، تحقيق: بدر البدر، الناشر: دار ابن الأثير، الكويت (ضمن مجموع فيه من مصنفات ابن شاهين)، الطبعة: الأولى 1415 هـ، 1994 ع، عدد الأجزاء: 1. نسائي، أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن، المجتبى من السنن، ج 6، ص 62، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، ناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية، 1406 - 1986. مستدرک علی الصحيحين ج 2 ص 181 مؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نعيم بن الحكم الضبي الطهماني نيشاپوري معروف بابن البيع (المتوفى: 405 هـ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 - 1990، عدد الأجزاء: 4. المعجم الكبير ج 4 ص 34، مؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360 هـ)، المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية القاهرة، الطبعة: الثانية، عدد الأجزاء: 25. بحواله
152. مفيد، مسار الشيعة، ص 17 -
153. سيد بن طاوس، ص 584 -
154. مسعودي، اثبات الوصية، ص ١٥٣ -
155. مسعودي، مروج الذهب، ٦٣:٣ -
156. يعقوبي، تاريخ يعقوبي، ج ٢، ص ٢١٣؛ شيخ مفيد، الارشاد، ١٢١٣ق، ج ١، ص ٣٥٢-٣٥٥؛ طبرسي، اعلام الوري، ج ١، ص ٣٩٥؛ ابن شهر آشوب، مناقب آل ابي طالب، ج ٣، ص ١٣٣؛ اربلي، كشف الغم، ج ٢، ص ٦٤ -
157. ري شهري، ج 1، ص 108 -

158. المفيد، الارشاد، ١٤٢٨ق، ص ٣٥٤.
159. رقيه و عمر دوقلو بوده‌اند.
160. مفيد، الارشاد، قم: سعيد بن جبیر، 1428هـ، ص 270-271.
161. ابن سعد، ج 3، ص 24.
162. احمدی، «تحليل روايی - تاريخی پرچم‌داری اميرمومنان عليّ در غزوات پیامبر اکرم»، ص ٣٧.
163. ابن عبد البر، الاستيعاب، ١٤١٢ق، ج ٣، ص ١٠٩٠.
164. بلاذري، ج 1، ص 2883.
165. ابن حجر، الإصابة، ١٤١٥ق، ج ٨، ص ١٩٠.
166. بلاذري، أنساب الأشراف، ١٤١٧ق، ج ١، ص ١٥٢.
167. طبري، ج 2، ص 148.
168. واقدی، محمد بن عمر، المغازی، ج ١، ص ٩١.
169. ابن هشام، ج 1، ص 708-713.
170. سيد رضی، نهج البلاغة، ١٢١٢ق، ص ٢٥٢، نامه ٦٢.
171. واقدی، المغازی، ١٤٠٩ق، ج ١، ص ٢٤٠.
172. ديلمی، إرشاد القلوب إلى الصواب، ١٤١٢ق، ج ٢، ص ٣٤٦.
173. كليني، الكافي، ١٤٠٧ق، ج ٨، ص ١١٠.
174. ابن اثير، الكامل في التاريخ، ج ٢، ص ١٥٤.
175. ابن هشام، ج 3، ص 235.
176. ابن كثير، البدايه و النهايه، ١٢١٣ق، ج ٢، ص ١٢١.
177. مجلسی، ج 20، ص 216. بغدادی، تاريخ بغداد 13/18/6978.
178. ابن هشام، ج 2، ص 328.
179. مسلم، ج 15، ص 178-179.
180. مفيد، ارشاد، 590.
181. حلبی، ج 3، ص 30.
182. آيتی، تاريخ پیامبر اسلام، ص ٤٥٩.
183. يعقوبی، تاريخ يعقوبی، ج ٢، ص ٦٢.
184. مفيد، ارشاد، ج 1، ص 156؛ ابن هشام، ج 4، ص 163.
185. واقدی، المغازی، ١٤٠٩ق، ج ٢، ص ٥٦٢؛ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ١٤١٠ق، ج ٢، ص ٦٩؛ ياقوت حموی، معجم البلدان، ١٩٩٥، ج ٤، ص ٢٣٨؛ طبري، تاريخ الأمم و الملوك، ١٣٨٧ق، ج ٢، ص ٦٤٢؛ ابن اثير، الكامل في التاريخ، ١٣٨٥ق، ج ٢، ص ٢٠٩.
186. آيتی، تاريخ پیامبر اسلام، ١٣٦١ق، ص ٥٧٦.
187. ابن هشام، السيرة النبوية، ج ٤، ص ٣١٩؛ واقدی، كتاب المغازی، ١٤٠٩ق، ج ٣، ص ٨٢٦ و رسولى محلاتی، تاريخ اسلام، ١٣٧٤ق، ج ١، ص ١٤١ و ١٥٣.
188. طبري، تاريخ الامم و الملوك (تاريخ طبري)، ج ٣، ص ١٣١-١٣٢، ١٣٨٧ق؛ ذهبی، تاريخ الاسلام، ج ٢، ص ٦٩٠-٦٩١، ١٤٠٩ق؛ مفيد، الارشاد، ج ١، ص ٦٢، ١٤١٣ق.
189. ابن سعد، الطبقات الكبرى، ج ٢، ص ١٢٨-١٢٩، ١٤١٠ق؛ واقدی، محمد بن عمر، كتاب المغازی، ج ٣، ص ١٨٠٢-١٨٠٣، ١٤٠٩ق.
190. ابن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ج ٢، ص ٢٢٥، ١٤٢١ق؛ حاكم نيشابوری، المستدرک على الصحيحين، ج ٣، ص ١٤٥، ١٤١١ق.
191. كليني، الكافي، ١٤٠٧ق، ج ٤، ص ٢٤٥.

192. رشید رضا، المنار، ۱۹۹۰م، ج ۶، ص ۳۸۴.
193. شیخ مفید، الإرشاد فی معرفة حجج الله علی العباد، ۱۴۱۳ق، ج ۱، ص ۱۷۱.
194. اربلی، کشف الغمة فی معرفة الأئمة، ۱۳۸۱ق، ج ۱، ص ۲۳۷.
195. ابن حنبل، مسند احمد بن حنبل، ۱۴۲۱ق، ج ۳، ص ۴۳۰؛ با کمی تفاوت: قمی، تفسیر القمی، ۱۴۰۴ق، ج ۱، ص ۱۷۴.
196. رجوع کریں: ابن مغازلی، ص ۱۶؛ کلینی، ج ۱، ص ۲۹۰؛ طبرسی، احتجاج، ج ۱، ص ۷۳؛ علی بن ابراہیم، ج ۱، ص ۱۷۳؛ رشیدرضا، ج ۶، ص ۴۶۵-۴۶۴.
197. احمد بن حنبل، مسند، ۱/۱۱۹. محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، ۱/۴۳/۱۱۶. نسائی، فضائل الصحابہ، ۱۴/۱۱۶. ابو یعلی موصلی، مسند ابی یعلی، ۱/۴۲۹. شیخ صدوق، معانی الاخبار، ۶۷/۸. محمد بن سلیمان کوفی، مناقب امیر المومنین، ۲/۳۶۸/۸۴۴. قاضی نعمان مغربی، شرح الاخبار، ۱/۱۰۰/۲۴. ابو الحسن علی بن محمد بن طبیب واسطی المعروف بہ ابن مغازلی شافعی، ابن مغازلی، مناقب علی بن ابی طالب، ص ۲۴.
198. مفید، الارشاد، ج ۱ ص ۱۸۶
199. مظفر، السقیفہ ۱۲۱۵، ص ۹۷-۹۵.
200. ابن ابی الحدید، ج ۶، ص ۸.
201. طوسی، تلخیص الشافی، ج ۳، ص ۷۶؛ شہرستانی، ج ۲، ص ۹۵؛ ابن قتیبہ، ج ۲، ص ۱۲.
202. حلبی، ج ۳، ص ۴۰۰؛ ابن ابی الحدید، ج ۱۶، ص ۳۱۶. بلاذری، ص ۴۰ و ۴۱. کلینی، ج ۱، ص ۵۴۳.
203. پیشوائی، ج ۲، ص ۱۹۱.
204. ابن قتیبہ، ج ۱، ص ۲۹-۳۰؛ مجلسی، ج ۴۳، ص ۷۰؛ مجلسی، مرآة العقول، ج ۵، ص ۳۲۰؛ شہرستانی، ج ۱، ص ۵۷.
205. ابن قتیبہ، ج ۱، ص ۲۸.
206. یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۱، ص ۵۲۷.
207. مفید، الفصول المختارہ، ص ۵۷-۵۷.
208. جعفریان، تاریخ سیاسی اسلام، ج ۱، ص ۳۰۶.
209. رسولی محلاتی، زندگانی امیرالمؤمنین علیہ السلام، ص ۲۵۳.
210. یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۳۸.
211. ازدی، تاریخ فتوح الشام، ص ۴-۵۴؛ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۳۳.
212. یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۳۷.
213. نہج البلاغہ خطبہ شقشقیہ.
214. ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۱۳۲۸ق، ج ۲، ص ۵۰۹؛ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱۳۲۸ق، ج ۳، ص ۳۹.
215. جعفریان، تاریخ سیاسی اسلام، ج ۱، ص ۳۰۶.
216. صدوق، الخصال، ج ۲، ص ۴۲۴؛ مفید، الاختصاص، تصحیح و تعلیق علی اکبر غفاری، ص ۱۷۳.
217. طبری، ج ۴، ص ۴۳۱-۴۲۷.
218. نہج البلاغہ، خطبہ ۹۲.
219. زبیدی، ج ۳، ص ۲۷۳.
220. طبری، ج ۴، ص ۵۳۴.
221. طبری، ج ۴، ص ۴۵۳.
222. طبری، ج ۴، ص ۴۵۳.
223. نہج البلاغہ، ترجمہ سید جعفر شہیدی، خطبہ ۱۷۴، ص ۱۸۰.
224. طبری، ج ۶، ص ۳۰۹۶؛ بحوالہ نقل شہیدی، علی از زبان علی، ص ۸۴-۸۵.
225. طبری، ج ۴، ص ۴۵۱، ۵۴۴ و ج ۵، ص ۱۵۰؛ شہیدی، علی از زبان علی، ص ۸۲-۸۳ و ۱۰۸.
226. طبری، ج ۴، ص ۴۵۴.

227. طبري، ج4، ص 507.
228. طبري، ج4، ص511؛ شهيدى، على از زبان على، ص 104.
229. شهيدى، على از زبان على، ص 104.
230. يعقوبى، ج2، ص183.
231. طبري، ج4، ص 510؛ شهيدى، على از زبان على، ص 108.
232. جوهرى، ج3، ص 1152.
233. يعقوبى، ج 2، ص 188؛ خليفه، ص 191.
234. تلخيص از: شهيدى، على از زبان على، ص 113-121.
235. المعيار و الموازنه، ص 162؛ به نقل شهيدى، على از زبان على، ص 122.
236. ابن مزاحم، ص 490.
237. ابن اعثم، ج 3، ص 163.
238. شهيدى، على از زبان على، ص 129.
239. شهرستاني، الملل و النحل، تخریج: محمد بن فتح الله بدران، قاهره، الطبعة الثانية، القسم الاول، ص 106-107.
240. شهيدى، على از زبان على، ص 132.
241. شهيدى، على از زبان على، ص 133-134.
242. جعفریان، رسول، گزیده حیات سیاسى و فکرى امامان شیعه، قم: دفتر نشر معارف، 1391، ص 53-54.
243. مفید، محمد بن محمد بن نعمان، الارشاد، قم، سعید بن جبیر، 1428 هجرى، صص 27-28.
244. عبد الکریم بن احمد بن طاووس، فرحة الغری، ص 93؛ مجلسى، بحار، ج 42، ص 222؛ بحواله مقدسى، یدالله، بازیژوبى تاریخ ولادت و شهادت معصومان<sup>ع</sup>، قم: پژوهشگاه علوم و فرهنگ اسلامى، 1391، ص 239-240.
245. مفید، الارشاد، ۱۲۲۸ هـ، ص ۱۳.
246. مجلسى، ج 36، ص 5.
247. نهج البلاغه، نامه ۴۷، ص ۳۲۱، ۳۲۰.
248. نهج البلاغه، نامه ۴۷، ص ۳۲۱، ۳۲۰.
249. ثقی کوفى، الغارات، تعلیقه علامه حلى، ۱۳۵۳، ج ۲، ص ۸۳۵-۸۳۷.
250. حکیم، المفصل فی تاریخ النجف الأشرف، ۱۴۲۷ش، ج ۲، ص ۲۹.
251. حکیم، المفصل فی تاریخ النجف الأشرف، ۱۴۲۷ش، ج ۲، ص ۳۱؛ فرطوسى، تاریخچه آستان مطهر امام على<sup>ع</sup>، ۱۳۹۳ش، ص ۱۵۹-۱۷۹.
252. نک؛ حکیم، المفصل فی تاریخ النجف الأشرف، ۱۴۲۷ش، ج ۲، ص ۲۹.
253. فرطوسى، تاریخچه آستان مطهر امام على<sup>ع</sup> (ع)، ۱۳۹۳ش، ص ۱۵۹-۱۷۹؛ حکیم، المفصل فی تاریخ النجف الأشرف، ۱۴۲۷ش، ج ۲، ص ۲۹.
254. شیخ مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۱، ص ۱۰؛ حکیم، المفصل فی تاریخ النجف الأشرف، ۱۴۲۷ش، ج ۲، ص ۳۰.
255. امینى، الغدير، ۱۳۹۷ق، ج ۶، ص ۲۱-۲۳.
256. مجلسى، بحار الأنوار، ۱۴۰۳ج ۳۵، ص ۲۳.
257. کلینى، کافی، ۱۴۰۷ق، ج ۳، ص ۳۰۱.
258. امینى، الغدير، ۱۳۹۷ق، ج ۶، ص ۲۲.
259. النسائى، السنن الكبرى، ج ۵، ص ۱۰۷؛ ابن ابى الحديد، شرح نهج البلاغه، ج ۱، ص ۱۵؛ آیتى، تاریخ پیامبر اسلام، ۱۳۷۸ش، ص ۱۵؛ پاورقى شماره ۲؛ ابن ابى الحديد، شرح نهج البلاغه، ج ۱، ص ۳۰.
260. ابن شهر آشوب، مناقب آل أبى طالب، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۶.
261. صفار، بصائر الدرجات، ۱۴۰۴ق، ج ۱، ص ۸۴.

262. طوسي، الأمالي، ١٤١٤ق، ص ٣٤٣.
263. مجلسي، بحار الأنوار، ١٤٠٣ق، ج ٦٦، ص ١٠٢.
264. حسيني، «نخستين مومن و آگاهانه ترين ايمان»، ص ٤٨.
265. طبري، تاريخ طبري، ١٣٨٧ق، ج ٢، ص ٣١٠.
266. ذهبي، تاريخ الإسلام، ١٤٠٩ق، ج ١، ص ١٢٨.
267. ابن عبد البر، الاستيعاب، ١٤١٢ق، ج ٣، ص ١٠٩٠.
268. رسولي محلاتي، زندگاني اميرالمؤمنين، ١٣٨٦، ص ٤٤.
269. طبري، تاريخ الامم والملوك، دار قاموس الحديث، ج ٢، ص ٢٤٩؛ سيد بن طاووس، الطرائف، ١٢٠٠ق، ج ١، ص ٢١؛ حسكاني، شواهد التنزيل، ١٢١١ق، ج ١، ص ٥٢٣؛ رجوع كريس: ابن اثير، الكامل في التاريخ، ١٣٩٩ق، ج ٢، ص ٦٣-٦٠؛ ابن كثير، البدايه و النهايه، ١٢١٣ق، ج ٣، ص ٥٢-٥٠؛ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ١٢١٩ق، ج ٦، ص ١٥٣-١٥١؛ طبرسي، مجمع البيان، ١٢٠٦ق، ج ٤، ص ٢٠٦؛ بحراني، البرهان في تفسير القرآن، ١٢١٦ق، ج ٢، ص ١٨٩-١٨٦؛ فرات كوفي، تفسير فرات كوفي، ١٢١٠ق، ص ٣٠٠؛ سيوطي، الدر المنثور، ١٢٠٢ق، ج ٥، ص ٩٤؛ حاكم حسكاني، شواهد التنزيل، ١٢١١ق، ج ١، ص ٥٢٣-٥٢٢؛ ابن هشام، السيرة النبويه، المكتبة العلميه، ج ١، ص ٢٦٢.
270. ابن هشام، ج ١، ص 480.
271. ابن اثير، الكامل في التاريخ، ج 2، ص 72؛ مجلسي، ج 19، ص 59.
272. سوره بقره (2) آيت 207، ترجمه علامه سيد علي نقى نقوى.
273. فخر رازي، ج 5، ص 223؛ حاكم حسكاني، ج 1، ص 96؛ علي بن ابراهيم، ص 61؛ طباطبائي، ج 2، ص 150.
274. ابن عبد البر، الاستيعاب، بحواله محسن امين العاملي، اعيان الشيعه، بيروت: دار التعارف للمطبوعات، 1418ق./1998م، ج 2، ص 27.
275. اميني، ج 3، ص 140؛ شوشتری، احقاق الحق، ج 5، ص 522.
276. ابن هشام، ج 4، ص 545.
277. طبري، ج 6، جزء 10؛ ابن هشام، ج 4، ص 188-190.
278. بحراني، باب 360.
279. متقى هندی، ج 6، ص 155.
280. تاريخ بغداد، ج ٦، ص ٢٢١؛ بحواله خرمشاهی، بهاء الدين، علي بن ابي طالب و قرآن، دانشنامه قرآن و قرآن پژوهی، ج ٢، ص ١٢٨٦.
281. سيوطي، الدر المنثور، ذيل آيه 61؛ زمخشری، ذيل آيه 61 سوره آل عمران؛ طبرسي، مجمع البيان، ذيل آيه 61 سوره آل عمران؛ طباطبائي، ذيل آيه 61 سوره آل عمران.
282. ابن بابويه، ج 2، ص 403؛ سيد قطب، ج 6، ص 586؛ طبرسي، مجمع البيان، ج 8، ص 559.
283. مجلسي بحار الانوار، ج 23، ص 233.
284. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ١٤:١.
285. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ١٦-١٤:١.
286. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ١٩:١.
287. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ٢٢:١.
288. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ٢٤-١٨:١.
289. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ١٤:١.
290. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ١٨:١.
291. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ٢٨-٢٤:١.
292. ابن ابي الحديد، شرح نهج البلاغه، ٢٠:١.

293. پور جوادى، دانشنامه جهان اسلام، ۷: ۳۸۷-۳۸۱ -
294. پازوكى، دانشنامه جهان اسلام، ۷: ۳۹۸-۳۸۷ -
295. ابن ابى الحديد، شرح نهج البلاغه، ۱: ۱۹۰ -
296. طباطبائى نژاد، دانشنامه امام على، ۳: ۱۹۲-۱۹۳ -
297. طبرى، تاريخ الامم والملوك، دار قاموس الحديث، ج ۲، ص ۲۷۹-
298. خطيب بغدادى، تاريخ بغداد، ۱۴۱۷ق، ج ۸، ص ۲۸۴؛ مفيد، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۱، ص ۱۷۷-
299. بخارى، صحيح البخارى، ۱۴۰۱ق، ج ۱، ص ۳۷، ج ۴، ص ۶۶، ج ۵، ص ۱۳۷-۱۳۸، ج ۷، ص ۹؛ شيخ مفيد، الإرشاد، ۱۳۷۲ش، ج ۱، ص ۱۸۴-
300. قرطبى، ج ۶، ص ۲۰۸؛ طباطبائى، الميزان، ج ۶، ص ۲۵؛ فخر رازى، ج ۱۲، ص ۳۰؛ سيوطى، الدر المنثور، ج ۳، ص ۹۸-
301. پيامبرؐ نے جب تمام اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا تو امام على سے فرمایا: أنت أخى فى الدنيا و الآخرة (تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو) (سنن ترمذی، ج ۵، ص ۳۰۰؛ طبرانی، المعجم الكبير ج ۵، ص ۲۲۱)-
302. ضميرى، ص 365-367-
303. ضميرى، ص 375-
304. نورى، ج 3، ص 367-
305. قاضى قضاعى، مقدمه كتاب-
306. رجوع کریں: سايت سازمان اسناد و كتابخانه ملي جمهورى اسلامى ايران
307. كلينى، الكافى، ۱۴۰۷ق، ج ۱، ص ۲۳۹؛ صفار قمى، بصائر الدرجات، ص ۱۴۲-۱۴۶-
308. عاملی، حقیقة الجفر عند الشيعة، ص ۱۲۵-۱۳۳-
309. مجلسى، بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۲۲۰-
310. صفار قمى، ص ۱۵۸-۱۵۹-
311. كلينى، الكافى، ج ۱، ص ۲۳۹-
312. طباطبائى، قرآن در اسلام، ۱۳۷۶ش، ص ۱۱۳؛ السجستانى، كتاب المصاحف، ۱۴۰۵ق، ص ۱۶؛ سيوطى، الاتقان، ۱۴۱۶ق، ج ۱، ص ۱۶۱-
313. ايازى، مصحف امام على، ص ۱۷۷-۱۷۸-
314. عاملی، حقائق هامة، ص ۱۶۰، به نقل از: خرمشاهى، قرآن پژوهى، ۱۳۸۹ش، ج ۲، ص ۲۶۹-
315. صفار قمى، بصائر الدرجات، ۱۴۰۴ق، ص ۱۵۲-
316. صفار قمى، بصائر الدرجات، ۱۴۰۴ق، ص ۱۵۶-۱۵۷-
317. آقا بزرگ تهرانى، الذريعة، ج ۲۱، ص ۱۲۶؛ مهدوى راد، مصحف فاطمه، ص ۸۳-۸۴-
318. مجلسى، ج 22، ص 343-
319. صدوق، عيون اخبار الرضا، ج 1، ص 70-
320. ابن سعد، ج 4، ص 224-
321. دائره المعارف تشيع، ج 1، ذيل ابوذر-
322. يعقوبى، ج 1، ص 524-
323. كمپانى، ص 412-
324. نهج البلاغه، ترجمه محمد دشتى، ص 565-
325. مفيد، امالى، ص 140-
326. مفيد، جمل، ص 265؛ ابن مزاحم، ص 410؛ ابن ابى الحديد، ج 2، ص 273 و ج 6، ص 293-
327. ذهبى، سير اعلام النبلاء، ۱۴۰۵ق، ج ۱، ص ۱۹۰-
328. شيخ صدوق، خصال، ۱۳۶۲ش، ج ۲، ص ۴۶۲-

329. انساب الاشراف، ۱۳۹۴ق، ج ۲، ص ۳۱۹.
330. نهج البلاغه، صبحی صالح، ۱۴۱۲ق، خطبه ۱۸۲، ص ۲۶۲.
331. ابن اثیر، اسد الغابه ، ج 3، ص 20.
332. یعقوبی، ج 2، ص 179.
333. قطب راوندی، منه اج البراعه ، ج 21، ص 219؛ مفید، اختصاص، ص 7.
334. مفید، اختصاص، ص 108.
335. شوشتری، قاموس الرجال، ج ۷، ص ۴۹۵.
336. ابراهیم بن محمد، ج 1، ص 224 و 285؛ زرکلی، ج 6، ص 220.
337. برقی، ص 3